سلسلہ تالیفات صابریہ نمبر ۴۲

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل

یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ ۔ دار قطنی ۔ صواعق محرقہ ص ۹۶

سرچشمہ سنی

از جناب ڈاکٹر حکیم حاجی نور حسین صابر کھوکھر راجپوت جعفری اثنا عشری کربلائی جھنگ سیالوی سابق حنفی سنی مصنف آئینہ مذہب سنی ۔ انوار القرآن ۔ مذہب شیعہ ۔ برہان الشیعہ ۔ ثبوت خلافت ۔ ثبوت نبوت وغیرہ کتب متعددہ بہ ترتیب و نظر ثانی و زیر نگرانی جناب فیض مآب معلی القاب مولانا مولوی حکیم حاجی امیر الدین صاحب کھوکھر کربلائی مشہدی نمبردار و رئیس چک جلال الدین کھوکھر مصنف کتاب لاجواب فلک النجاۃ فی الامامت والصلوٰۃ و ابطال استدلال وغیرہ

حسب فرمائش جناب مستطاب سیادۃ پناہ نجابت دستگاہ ناصر دین ائمہ معصومین محب اولاد امیر المومنین یعنی سید ابراہیم شاہ صاحب کربلائی رئیس اعظم ٹھٹھی ابراہیم شاہ تحصیل و ضلع جھنگ

۱۳۵۰ھ

۱۹۳۱ء

خیر العمل

سرفراز قومی پریس گورنمنٹ لکھنؤ میں چھپا

خدام : اہلسنت و القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الفخیم

سلسلہ "تالیفات صابریہ" کا سینتالیسواں نمبر

الحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین۔ والجنة للمومنین والنار للمعاندین والناصبین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا محمد خاتم النبیین وسید المرسلین الذی قال اللہ سبحانہ فی شانہ مازاغ البصر وماطغی وھو رحمۃ للعالمین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین المظلومین الشاکرین الصابرین واصحابہ الراشدین ولعنۃ اللہ علی اعدائهم وغاصبی حقوقهم اجمعین الی یوم الدین۔

اما بعد فقیر حقیر بتقصیر اضعف دارین ڈاکٹر حاجی حکیم نور حسین صابر لکھوکہر جعفری اثنا عشری کربلائی جھنگ سیالوی خدمت برادران ایمانی میں گذارش کرتا ہے کہ انقلاب زمانہ گردش دوران نے مشاہدہ کرا دیا ہے اور تجربہ نے سکھا دیا ہے کہ اندرون اتفاق و اتحاد بین المسلمین کی اشد ضرورت ہے تفرقہ فتنہ و فساد و شور و شر۔ مجادلہ و مکابرہ مناسب نہیں اس سے قوم و ملت و مذہب اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور ہمیشہ پہنچتا رہیگا۔ آج تک تیرہ سو سال سے یہ مجادلہ و رسالہ بازی اسلام میں چلی آئی کچھ سوائے تفرقہ بین المسلمین کے اور کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں فرق

پڑ گیا۔ ان کا قومی شیرازہ ٹوٹ گیا۔ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ اور تکفیر ایک دوسرے کی کرنے لگے۔ مسلمانوں کے اس فرقہ بندی سے سلطنت اسلامیہ میں ضعف آیا اور سلطنت اسلامیہ عثمانیہ ترکیہ چلتی بنی ہمسایہ اقوام جن کے عقائد مختلف جن کے عبادت میں فرق جن کے ۳۳ کروڑ دیوی دیوتا ہیں وہ اقوام آج ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں انمیں سپرٹ پیدا ہو گئی ہے اور وہ دولت عزت علمی فضیلت میں آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور گوئے سبقت لے گئی ہیں مگر مسلمان جو قہقری کر رہے ہیں حالانکہ انکا خدا ایک رسول ایک۔ قرآن ایک اور معاد ایک کاش علمائے کرام اسلام واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا پر عمل کرتے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا نہ کرتے۔ فروعی مسائل پر نہ جھگڑتے۔ احمدی صاحبان ہوں یا اہل حدیث۔ احناف ہوں یا اہل نجد۔ اور مدعیان سنت ہر ایک نے مذہب امامیہ اثنا عشریہ شیعہ کو اپنا نشانہ ملامت و اعتراض بنا رکھا ہے ہر ایک مخالف فرقہ اپنی کثرت پر نازاں ہو کر فرقہ قلیل مذہب شیعہ محبان خاندان رسالت و شیعیان اہلبیت نبوت کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور ملیا میٹ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے آئے دن رسالوں۔ اخباروں۔ کتابوں۔ وعظوں مجالس جمعہ و عیدین اور گاؤں شہروں میں مخالفین معاندین اہلبیت رسالت مذہب شیعہ کے بخلاف سر توڑ کوشش کرتے ہیں اور کفر کا فتوی لگا کر کہیں مسلمانوں کا بائیکاٹ کراتے ہیں کہیں سنی و شیعہ کو لڑا کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں مسلمانوں کے جان و مال کا نقصان کراتے ہیں آج تک سمجھ میں نہ آیا کہ ایک اسلامی فرقہ مذہب حقہ شیعہ سے اہلسنت الجماعت کو اتنا بغض و عداوت کیوں ہے؟ زمانہ سابق و سلف میں جن کی نمایاں ہستی رہی اور سلطنت بنی امیہ و سلطنت عباسیہ و سلطنت مروانیہ انہیں جھگڑوں سے مٹ گئی۔ اندلس سپین کے مسلمانوں کا انہیں تنازعات سے خاتمہ ہوا اسلامی تواریخ کے خونی اوراق گواہی دے رہے ہیں۔ اللہ اللہ کر کے وہ جابرانہ سلطنتیں صفحہ روزگار سے مٹ گئیں۔

۲۔ اس سرکار عالی وقار برٹش گورنمنٹ کے زمانہ انصاف و عدالت و مساوات قانون آزادی و ترقی و تہذیب روشنی میں تلوار تو بند ہو گئی مگر زبان اور قلم کی شمشیر آبدار چلتی رہی علمائے اسلام نے تفرقہ بین المسلمین کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ اور فروعی مسائل اختلافی میں اپنا علمی زور دکھا کر

شیرازۂ اسلام کو منتشر کیا اور قلیل جماعت مومنین شیعیان جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو صفحہ روزگار سے نابود کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کوئی فرقۂ اسلامی ایک دوسرے کے کفر و تکفیر سے نہ بچ سکا اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے مطاعن لکھکر دنیا میں ایک گندہ لٹریچر چھوڑا اور مخالفین مذہب اسلام کو ایک موقعہ دیدیا کہ وہ ہماری ہی اعتراضات و شبہات کو ہمارے سامنے پیش کرکے اسلام پر حملہ کرنے لگے ہندوستان میں مناظرہ و مجادلہ کی ابتدا از شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے ہوئی جنھوں نے اول ہی اول تحفۂ اثنا عشریہ رد مذہب شیعہ میں لکھکر جھگڑا فساد فتنہ و شر رسالہ بازی اور تفریق بین المسلمین کی بنیاد ڈالی اسکے بعد علمائے کرام اہلسنت نے اکثر مجلدات مذہب شیعہ کے ابطال و تردید میں تصنیف کیں اور اپنی مذہبی حکومت اور سیاست کے آڑ اور رعب داب اور حمایت میں رسالہ بازی کو بھڑکایا اور سنی و شیعہ کو لڑایا۔ آجتک یہی سلسلہ چلا آیا۔ ادھر علمائ عظام اہل تشیع کو جب موقع ملا اور زمانہ نے موافقت کی تو ہر ایک کتاب کا جواب باصواب لکھا۔ ہندوستان میں ہزاروں کتابیں مناظرہ کی موجود ہوگئیں اور عوام الناس نے نہایت دلچسپی لی خصوصاً پنجاب میں اسکا بڑا چرچا ہوگیا۔ ایک نرالا کھیل بن گیا۔

۳۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس پر طرفین سے بحث نہ ہو چکی ہو کوئی ایسا اعتراض نہیں جس کا جواب نہ دیا جا چکا ہو لیکن اسلام کو بدنام کرنے والے مولوی صاحبان متقدمین کی عبارات کو چرا چرا کر اور انکے مردود و بوسیدہ اعتراضات کو نئے ڈھانچے میں ڈھال کر نت نئے جامے پہنا کر پبلک کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور اپنی ایجاد اور علمی لیاقت کی ڈینگ مارتے ہیں اگر یہ لوگ خدا شناس ہوں قیامت کو برحق مانتے ہوں تو مردود کتابوں اور رسالوں کا نام تک نہ لیں مجبوری سوالات بار بار پیش نہ کریں۔ اور نفاق نہ پھیلائیں مجھے میرے معزز و مکرم دوست نے ایک رسالہ "سرچشمہ شیعہ" اور ایک نقشہ "تہذیب مذہب شیعہ" دکھلایا ہے اور فرمائش کی ہے کہ میں اسکا جواب لکھوں تاکہ عوام الناس مغالطہ میں نہ رہیں اور دھوکا کھا کر مذہب امامیہ سے بدظن نہ ہو جائیں میں نے اس رسالہ اور چارٹ کو بغور دیکھا۔ مجھے تو معلوم ہوا کہ وہی پرانے مردود اعتراضات

اور بوسیدہ شبہات ہیں جن کے سینکڑوں دفعہ جوابات دئے جا چکے ہیں وہی شکوک بار بار رٹے جاتے ہیں۔ مخالفین مذہب شیعہ کا یہ پرانا مسلک چلا آتا ہے کہ وہ پرانے اور دیرینہ اعتراضات کو ایک دوسرے کے رسالوں و کتابوں سے نقل کرکے جہال کو خوش کرتے ہیں۔ عوام الناس کو کیا خبر کہ یہ باسی تھوکے چبائے ہوئے ہیں اور سلف کے پس خوردہ ہیں اسی طبقہ میں مولوی علی محمد صاحب ساکنہ شہیانوالہ ڈاکخانہ ملی موضع ماڑی شاہ سخیرا ضلع جھنگ ہیں کہ جنھوں نے آخر عمر پیری و کبرسنی میں مذہب امامیہ کی مخالفت میں یہ رسالہ لکھا اور تحفۂ اثنا عشریہ، نصیحت شیعہ اور حقیقت مذہب شیعہ تالیفات ایڈیٹر النجم لکھنؤ سے نقل کرکے کہیں کہیں پر رنگینی بڑھائی ہے۔ سیاق و سباق۔ ماقبل و مابعد کے عبارات کو نہ دیکھا اور بہت سی کاٹ چھانٹ کرکے غلط مفہوم پیش کیا اور اس میں اپنی علمیت قابلیت اور ایجاد کا اظہار کرنا چاہا! حالانکہ یہ مردودہ کتب کی کاسہ لیسی ہے جو شان علمیت سے بعید ہے ائمہ اطہار اولاد سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا و بہتان باندھنے میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ روز محشر مولوی صاحب اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول کو کیا منہ دکھلائینگے اصل بات یہ ہے کہ خواہ ایڈیٹر النجم ہوں خواہ ایڈیٹر المحدث خواہ منبر قطبی ہوں خواہ مولوی صاحب ماڑوی۔ ہندی ہوں یا سندھی تمام مخالفین مذہب شیعہ کو احقاق حق کی غرض نہیں صرف مذہب امامیہ کی خواہ مخواہ توہین اور تذلیل و تکذیب مطلوب ہے لفظی یا معنوی تحریف کرکے یا احاد غیر موثق ضعیف و موضوع روایات کو نقل کرکے مسلمانوں کو مذہب شیعہ سے نفرت دلاتے ہیں اور بہت سی مخالف کارستانیاں کرتے ہیں جن کی فہرست ابطال استدلال میں جناب فیضمآب جلیل الالقاب فضیلت مآب حامی دین متین مولانا مولوی حکیم حاجی امیر الدین صاحب کربلائی شہیدی مصنف کتاب لاجواب فلک النجاۃ نے تحریر فرمائی ہے۔ مخالفین کا یہ بھی وتیرہ چلا آتا ہے کہ احادیث و فقہ مذہب شیعہ کے غلط معانی بتلاکر اور بلا تنقید روایات عوام الناس کو سنا کر ائمہ اطہار سے بدظن کرتے ہیں تاکہ لوگ حقیقی وارثان اسلام سادات کرام اولاد سید الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہ کریں اور صراط مستقیم پر نہ چلیں ہمارا دعویٰ ہے کہ مذہب شیعہ کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں [illegible]

اور علمی لیاقت اور فہم کا قصور ہے۔ ورنہ اکثر مسائل اسلامی متفق علیہ ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں۔

۴۔ اگر مذہبین مخالفین ناصبین معاندین ودشمنان خاندان سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انصاف ہوتا یا تجسس حق کا شوق ہوتا یا ان کو صداقت وحقانیت اسلام کی ضرورت ہوتی یا شیرازہ قومی کی قائم رکھنے واتفاق واتحاد کی حاجت ہوتی یا ان کے دلمیں محبت ومودت عزت وحرمت خاندان رسالت ہوتی تو وہ ہرگز ایسے بیہودہ ناپاک اعتراضات اور رکیک بزدلانہ حملے نہ کرتے پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے اپنے مسائل کو دیکھتے تو ان کو تردید وتکذیب کا حوصلہ پڑتا جبکہ گھر شیشے کا بنا ہو وہ سنگین گھر والوں پر کس طرح پتھر پھینک سکتا ہے

(ب) اگر مخالفین جناب امام برحق وقرآن ناطق سیدنا امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو برسرچشم رکھکر ان کے قول فیصل پر عمل کرتے تو ان کو خامہ فرسائی کی ضرورت نہ ہوتی بغض وعداوت مذہب شیعہ سے باز رہتے راہ نجات حاصل کرتے سنو۔

پہلا اصول۔ حدیث شریف۔ اصول کافی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۹ پر ہے کہ جناب امام جعفر صادق ابا عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق ہو اسپر عمل کرو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اس کو چھوڑ دو پھر فرمایا جو قول کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ لغو اس ہے۔ کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فہو زخرف (اصول کافی کلینی صفحہ ۳۹)

دوسرا اصول۔ حدیث شریف۔ اصول کافی صفحہ ۳۹ پر ہے قال ینظر فما وافق حکمہ حکم الکتاب والسنۃ وخالف العامۃ فیوخذ بہ ویترک ما خالف حکمہ حکم الکتاب والسنۃ ووافق العامۃ۔ دیکھو اگر کسی خبر کا حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت کے موافق ہو اور عامہ و اہلسنت والجماعت کے مخالف ہو تو اس پر عمل کرو اور اگر خبر کا حکم کتاب وسنت کے برخلاف ہو اور مذہب عامہ کے موافق ہو تو اسکو چھوڑ دو۔ یہ اصول زرین ہے۔ مذہب شیعہ کا اصلی وحقیقی راز یہی فرمان ہے سی پر ہمارا عمل ہے یعنی کتاب اللہ وسنت کے پابند رہیں گے۔ اور مخالف فرقہ اہلسنت والجماعت کے

قیاس اور اجماع کو چھوڑ دیں گے۔ بنی امیہ وبنی عباس کے زمانہ میں منافقین ونواصب وخوارج نے ہزاروں احادیث اپنے اعتقاد وخیال کے مطابق بنا کر ائمہ معصومین سے منسوب کر دیں جن کی تنقید کرنی پڑی یہی سبب ہے کہ اصول اربعہ۔ مذہب شیعہ کی چار کتابوں کے ساتھ بلکہ کسی کتاب کے ساتھ لفظ صحیح نہیں لگایا گیا۔ کیونکہ ان میں صحیح ضعیف غریب حسن ہر قسم کی احادیث موجود ہیں مخالفین احادیث ضعیفہ یا غریبہ یا وارد بر مقام تقیہ کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ائمہ طاہرین کا زمانہ کس خوف وخطر کا تھا اور ان کے مخالفین کو ہر زمانہ میں کسقدر قوت وسطوت حاصل تھی اور ضرورت رازداری وتوریہ وتقیہ بحکم خدا ورسول کسقدر تھی اور مخالفین کا انتظام ائمہ معصومین سے لوگوں کو نفرت دلانے اور ان کے آثار واحکام مٹانے کا کس حد تک تھا کہ بطور جاسوسی آدمی بھیجکر انکے فتاوی کی خبر رکھتے تھے کہ وہ ہمارے خیالات کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں یا وہ اپنی مذہب کی ترویج کر رہے ہیں۔

اسی بنا پر سلاطین اسلام نے مذاہب خود ساختہ کو رواج دیا اور مروجین کو انعام اکرام اور اعزاز دئے اور ائمہ معصومین کو قید کیا۔ اور آخر ہر ایک امام معصوم کو زہر سے شہید کرا دیا۔ جلا وطن کیا۔ اور طرح طرح کے مظالم کئے۔ اور ان کے مذہب کے مقابلہ میں نئے نئے مذاہب جاری کر کے اسلام کو بدنام کیا۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی۔ اشعری۔ احمدی۔ وہابی نجدی قیاسی اجماعی مذہب کی بنا ڈالی اور انکی اعانت کر کے دنیا میں شائع کئے اور جو مذہب حقہ تھا یعنی حقیقی اسلام مطابق کتاب اللہ و سنت تھا اسپر مطاعن واعتراضات کر کے انوار الٰہی کو مٹانا چاہا ؎

فانوس بن کے آپ حفاظت ہو کرے　　وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ پس ہم بلا تنقید کوئی حدیث قبول نہ کریں گے۔

۵۔ چونکہ مولوی صاحب مارہروی کے رسالے ناواقف مومنین کے دلوں میں وسوسہ پڑنے اور غلط فہمی اور شکوک وشبہات وتزلزل واقع ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے ہیں نے حمایت مذہب شیعہ میں لوگا ذکر یا انسلم اٹھایا مولوی صاحب کے سرقہ بالجبر۔ غلط مفہوم وغلط معانی۔ بے ملاوٹ بحالت کتمان

حق ۔ نا انصافی اور مخالفت و بغض و عداوت ائمہ اطہار کو طشت از بام کر دیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ مولوی صاحب اور انکی پارٹی کو مذہب شیعہ سے ذاتی دشمنی و عداوت ہے ان کو تحقیق حق منظور نہیں اس لئے یہ سرمہ طیار کیا ہے تاکہ ان کی چشم بصیرت روشن ہو اور حق نظر آئے ۔

اگر بینم کہ نا بینا و چاہ است ۔ دگر خاموش بنشینم گناہ است

شکریہ

میں اپنے معزز و مکرم دوست جناب فیضمآب رئیس المتکلمین زبدۃ المحققین عالم دین مبین جناب مولانا حکیم و حاجی امیر الدین صاحب کربلائی مشہدی رئیس نمبر دار چک جلال الدین ۔ ڈاک خانہ چیلہ ضلع جھنگ مصنف کتاب فلک النجاۃ و البطال استدلال کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے کتبخانے سے بہت سے نایاب کتابیں نظر سے گذریں اور جن کی علمی خزانے سے بہت سے در نایاب اور جواہر ریزے دستیاب ہوئے اور انہوں نے میرے اس رسالہ پر باوجود قلیل الفرصت ہونے کے نظر ثانی فرمائی جزاہ اللہ فی الدارین خیرا (راقم ڈاکٹر صابر جھنگ سیالوی)

(ب) یہ اعلان کر دینا نہایت ضروری ہے کہ جناب مولانا صاحب موصوف کے غیر حاضری سفر حج و زیارات عتبات عالیات عراق عرب سفر شام ۔ دمشق و بیت المقدس ۔ کربلائے معلی و مشہد مقدس میں مخالفین اور بدکار لوگوں نے بے پر کی اڑا دی اور مجذوب کی بڑ ہانک دی کہ جناب مولانا صاحب کے شیعی عقائد میں تبدیلی واقع ہوئی ۔ مگر الحمد للہ کہ مولانا صاحب کی بخیریت تام واپسی پر یہ بھانڈا پھوٹ گیا اور دشمن شرمندہ ہو گئے جب مولانا صاحب کو شیعہ مذہب پر پہلے سے زیادہ اطمینان قلب ہو گیا اور عین الیقین کا درجہ ملا (صابر)

اگر آپ سہیل یمن کی بقا ضروری سمجھتے ہیں تو اسکے خریدار فوراً بڑھائیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الاول فی تحریف القرآن

۱۔ اعتراض سترہ ہزاری قرآن

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جس قرآن کو جبرئیل علیہ السلام لایا تھا وہ سترہ ہزار آیت تھی (اصول کافی صفحہ ۶۷۱ سرمہ چشم شیعہ صفحہ ۔)

جواب صابر ۔ تحریف القرآن کے تمام پیش کردہ احادیث کا جواب انوار القرآن ۔ برہان الشیعہ ۔ آئینہ مذہب سنی ۔ موعظہ تحریف القرآن ۔ الشمس ۔ صلاح ۔ حد السارق ۔ سہیل یمن ۔ وغیرہ میں ہو چکا جن کا جواب الجواب آج تک آپ صاحبان سے نہ ہو سکا ۔ مردود اعتراضات کو پیش کرنا انصاف و صداقت کا شیوہ نہیں ہے ان احادیث کے رواۃ علی بن اسباط ۔ محمد بن سلیمان ۔ محمد بن سنان غیر ثقہ ۔ ضعیف ۔ غالی و کذاب ہیں اور فطحیا مذہب کے ہیں دیکھو رجال کشی صفحہ ۳۳۹

(ب) اعتقاد شیعہ ۔ ہمارے شیخ الرئیس المحدثین شیخ الصدوق محمد بن علی بن بابویہ القمی نور اللہ مرقدہ اپنے رسالہ اعتقادیہ میں فرما گئے ہیں ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا جو دو دفتیوں کے مابین ہے اور جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ نہیں اور فرمایا کہ جس نے ہماری طرف نسبت کی کہ ہم اس میں زیادتی کے قائل ہیں وہ جھوٹا ہے ۔ (رسالہ اعتقاد شیخ صدوق صفحہ ۳۰)

(ج) مروجہ قرآن شریف قابل حجت و عمل ہے حضرت سلیم بن قیس نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان کی خلافت میں میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مسجد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا وہاں مہاجرین و انصار کی ایک جماعت اپنے فضائل کا ذکر کرتی تھی اس مجمع میں حضرت علی علیہ السلام نے اپنے استحقاق خلافت پر دلائل پیش کئے پھر حضرت طلحہ صحابی نے کہا

اے ابوالحسن میں دیکھتا ہوں کہ آپنے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اور وہ سوال اُس قرآن کے متعلق ہے جسے آپ لوگوں کو نہیں دکھاتے حضرت علی نے جواب دیا۔ اے طلحہ میں تیرے سوال کے جواب سے عمداً رک گیا۔ تم مجھے بتاؤ کہ جو کچھ حضرت عمر و حضرت عثمان نے جمع کیا۔ کیا وہ سب قرآن ہے یا اس میں ایسا بھی ہے جو قرآن نہیں طلحہ نے کہا کہ وہ سب قرآن ہے حضرت علی نے فرمایا اگر تم اسپر عمل کروگے تو دوزخ میں نہ جاؤگے۔ اور بہشت میں داخل ہوگے۔ (احتجاج للطبرسی ص ۸۲)

قال ان اخذتم بما فیه نجوتم من النار ودخلتم فی الجنة فان فیه حجتنا و بیان حقنا و فرض طاعتنا۔ اگر تم لوگوں نے اس کو لیا تو آتش دوزخ سے نجات پاؤگے اور بہشت میں داخل ہوگے کیونکہ اس قرآن میں ہماری حجت اور ہمارے حق کا بیان ہے اور یہ کہ ہماری تابعداری فرض ہے۔

(د) **تفسیر عمدۃ البیان پارہ اول**۔ دیباچہ ص ۲ مطبوعہ یوسفی دہلی میں ہے۔ اور جو قرآن کہ خدا کی جانب سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ یہی قرآن ہے جو اس زمانہ میں موجود ہے اور ہرگز کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کردیا ہے اور اگر کوئی زیادہ کرتا تو اسی وقت معلوم ہوجاتا اس واسطے کہ کلام خدا کے مثل آدمی کا کلام نہیں ہوسکتا دیکھو عبارت عربی میں اگر کوئی آیت کلام اللہ داخل ہو تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ کلام خدا کی آیت ہے اور عبارت عربی میں آیت ایسی روشن ہوتی ہے جیسے پتھروں میں کوئی ٹکڑا جواہر کا پڑا ہو۔ اور جیسے کلام اللہ میں کوئی زیادہ آیت کسی آدمی کی داخل نہیں ہوسکتی ہے ایسے ہی اس کلام الٰہی میں سے ایسا نقصان بھی نہیں ہے کہ اس سے وہ محرف ٹھہرے اور وجہ حجت سے ساقط ہوجائے بعض روایات سنی و شیعہ کی قرآن شریف کے کم ہوجانے پر دلالت کرتی ہیں لیکن چونکہ وہ روایتیں خبر احاد سے ہیں یقین انکا نہیں ہوسکتا اور کلام اللہ جو قرآن ہے وہ یہی ہے نہ کم ہے اس سے نہ عیاذاً باللہ اس میں تحریف ہے الخ

(ط) شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ مولف من لا یحضرہ الفقیہ۔ رئیس الشیعہ علم الہدیٰ سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مجمع البیان میں اور

(ی) شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی (تفسیر صافی ص ۱۱ بحوالہ تبیان)۔ موجودہ قرآن شریف کو

مکمل و غیر محرف مانتے ہیںؑ۔

(و) **اکیس ہزاری قرآن** اتقان جلد اول ص ۷۲ پر بروایت طبرانی مرفوعاً عن عمرؓ مذکور ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں اس حدیث کے راوی سب معتبر ہیں مگر موجودہ قرآن میں یہ تعداد حروف نہیں ملتی۔ کیونکہ موجودہ قرآن میں تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو اکہتر (۳۲۳۶۷۱) حروف ہیں پس اگر عدد حروف قرآن کو عدد آیات پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک آیت تقریباً ۴۸ حروف کی ثابت ہوتی ہے اگر مطابق روایت حضرت عمر ۱۰۲۷۰۰۰ حروف قرآن کو ۴۸ پر تقسیم کریں تو قرآن مجید کی تقریباً اکیس ہزار تین سو پچانوے (۲۱۳۹۵) آیات قرار پاتی ہیں اور موجودہ قرآن میں صرف چھ ہزار آیات ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اکیس ہزار والا اہلسنت کا قرآن مجید غائب ہے پس جس حکمت و غرض کیلئے یہ قرآن مخفی ہے اسی طرح ستر ہزار والا قرآن بھی غائب سمجھ لیا جائے فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(ز) **آپ صاحبان کی شمار آیات کی غلطی ہے**۔ دیکھو شمار بصری اور کوفی آیات میں اختلاف ہے پھر آپ اپنی منسوخ التلاوۃ اور منسوخ الحکم اور اُن آیات کو جنکو حسب روایات صحاح ستہ بکری کھا گئی یا آگ کے بھینٹ کی گئیں وغیرہ کو شمار کرلیں تو ستر ہزار سے یقیناً زیادہ ثابت ہونگی اس میزان کا بار ثبوت آپکے ذمہ ہے۔ فرمائیے یہ اللہ تعالیٰ کا میزان لگایا ہوا ہے یا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ میزان چھ ہزاری بنایا یا خلفاء راشدین نے بتلایا کیا یہ متواتر منقول ہے ہرگز آپ ثابت نہ کرسکیں گے یہ اختلاف آیات ایسا ہے جیسا کہ حروف کا اختلاف آپ کی تفسیر اتقان میں موجود ہے تعداد آیات میں جو اختلاف ہے وہ ناظرین کتب فریقین پر مخفی نہیں۔ دیکھو تفسیر اتقان ص ۶۹۔ ۷۰ جلد اول

ع ان تمام اقوال میں بہت سی روایات کی بنا تقیہ پر ہے۔ درحقیقت قرآن میں زیادتی کا کوئی فرد شیعہ قائل نہیں اور کمی کے اگر ہم قائل ہوں تب بھی کچھ نہیں بگڑتا۔ اور نہ قائل ہوں تب بھی کچھ نہیں بگڑتا۔ جیسا کہ سہیل نے اکثر اسی نظریہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بحث کی ہے۔ (سہیل یمن) درحقیقت اس کمی کا دارومدار بھی روایات اہلسنت پر ہے

سورۃ الفاتحۃ الجمہور سبع فعد الکوفی والمکی البسملۃ دون انعمت علیہم وعکس الباقون وقال الحسن ثمان فعدھما وبعضہم ست فلم یعدھما واخر تسع فعدھما وایاک نعبد الخ۔ البقرۃ مائتان وثمانون وخمس وقیل ست وقیل سبع۔ النساء مائۃ وسبعون وخمس وقیل ست وقیل سبع۔ المائدۃ مائۃ وعشرون وقیل واثنتان وقیل۔ ثلاث وقس علی ھذا سائر السور وفیہ ص۲۹ لختلف فی عدالای اھل المدینۃ ومکۃ والشام والبصرۃ والکوفۃ الخ۔

خلاصہ ترجمہ سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف جمہور علما کے نزدیک سات آیات ہیں کوفی اور مکی علما بسملہ کو آیت شمار کرتے ہیں اور "انعمت علیہم" کو آیت شمار نہیں کرتے اور باقی علما اسکے برخلاف ہیں۔ اور حسن کہتا ہے کہ الحمد آٹھ آیات کی سورت ہے اور "بسم اللہ" اور "انعمت" کو آیت شمار کرتا ہے اور بعض چھ آیات کے قائل ہیں اور بعض علما نو آیات کہتے ہیں اور سورہ بقر بعض کے نزدیک دوسو پچاسی آیات اور بعض کے نزدیک دوسو چھیاسی اور بعض کے نزدیک ستاسی آیات کی ہے اور سورہ نسا کی ایک سو پچھتر اور بعض کے نزدیک چھتر اور ستتر آیات ہیں۔ اور سورہ مائدہ ایک سو بیس یا اکیس یا تیس آیات کی ہے اسی طرح باقی سورتوں کا حال ہے اور ص۲۹ میں ہے کہ تعداد آیات میں اہل مدینہ مکہ شام بصرہ۔ کوفہ والوں کا اختلاف ہے۔

قال الفخر الرازی فی تفسیرہ فی سورۃ الفاتحۃ جلد اول ص۱۵۳۔ قال قراء المدینۃ والبصرۃ وفقھاء الکوفۃ ان التسمیۃ لیست من الفاتحۃ وقال قراء مکۃ والکوفۃ واکثر فقھاء الحجاز انھا اٰیۃ من الفاتحۃ۔

ترجمہ: بسملہ کو مدینہ اور بصرہ اور کوفہ کے فقہا اور قاری سورہ فاتحہ میں شمار نہیں کرتے اور مکہ اور کوفہ اور اکثر فقہا حجاز آیت شمار کرتے ہیں پھر چند روایات رازی صاحب سورہ فاتحہ کے سات آیات اور چھ آیات ہونے کی نقل کرکے ص۱۵۳ پر لکھتے ہیں کہ اکثر کے نزدیک سورہ فاتحہ سات آیات ہے مگر شافعی کے نزدیک چھ آیات۔ خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ روایات فریقین کی اس مسئلہ میں تقریباً برابر

ہیں آپ الفاظ تفسیری یا منسوخ التلاوت یا قرأت شاذ یا احاد یا اختلاف قرأت وغیرہ کی جو تاویل اپنی روایات کے لئے کریں ہماری طرف سے بھی وہی جواب سمجھ لیں۔ بلکہ آپ کی روایات ایسی صریح ہیں جن کی تاویل نہیں ہوسکتی اور قرآن موجودہ میں غلطیاں باقی رہنے پر دال ہیں مگر ہماری کتب میں ایسی نہیں ہیں۔ دیکھو تحفۂ اثنا عشریہ طبع نولکشور ص۳۳۱ باب معذرت کوشش احراق قرآن ابن مسعود رضی اللہ عنہ"

(ح) اہلسنت کے نزدیک موجودہ قرآن شریف محرف ہے،

رسالہ موعظۃ القرآن انوار القرآن میں مفصلاً بیان ہے کہ اہلسنت کے نزدیک موجودہ قرآن شریف محرف ومبدل ہے اور تفسیر اتقان سیوطی سنی جلد دوم ص۲۵ پر ہے عن ابن عمر قال لیقولن احدکم قد اخذت القراٰن کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قراٰنا کثیرا ولکن لیقل قد اخذت منہ ما ظھر حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا تم میں سے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اس کو کل قرآن مل گیا ہے غلط گو ہے وہ کیا جانتا ہے کہ کل قرآن کیا ہے۔ اس قرآن سے بہت سا حصہ اڑ گیا ہے لیکن یہ کہے کہ جو باقی رہا اسکو لیا گیا ہے۔ کذا فی ازالۃ الخفاء مقصد اول ص۲۳۱ ۔ ص۲۳۲

(ط) سورہ احزاب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دوسو آیات بلکہ سورہ بقر کے قریب تھی مگر اب موجودہ قرآن میں نہیں صرف ۷۲، ۷۳ آیات ہیں (اتقان سیوطی جلد ۲ ص۲۵)

(ی) چند آیات بکری کھا گئی

رفع الحاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد دوم ص۳۹ کتاب النکاح سنہ سنیہ میں ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رجم کی آیت اتری اور بڑے آدمی کو دس بار دودھ پلا دینے کی آیت اتری۔ یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی ہوئی میرے تخت کے نیچے رکھی تھیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپ کی وفات میں مشغول تھے تو گھر کی پلی ہوئی بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ یہ حکم بھی قرآن مجید میں اترا تھا کیونکہ حضرت عائشہ کی شہادت

اسباب میں کافی ہے اور وہ بڑی عالم تھیں دین کی اور صاحب حفظ اور صاحب عقل تھیں اور فقیہ تھیں انتہیٰ بلفظہٖ۔

(ث) آیت رجم گم ہو گئی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر منبر نبوی پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب اتاری۔ اس کتاب میں رجم کی آیت تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا تو رجم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ہم نے بھی آپکے بعد رجم کیا میں ڈرتا ہوں کہ جب زیادہ مدت گذرے تو کوئی یہ نہ کہنے لگے ہم کو تو اللہ کی کتاب میں رجم نہیں ملتا۔ پھر گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر جس کو اللہ نے اتارا بیشک رجم حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس شخص پر جو محصن ہو کر زنا کرے مرد ہو یا عورت جب گواہ قائم ہوں زنا پر یا حمل ظاہر ہو یا خود اقرار کرے۔ الخ ترجمہ صحیح مسلم ص ۱۶۹۳ اور صحیح بخاری وابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۶۵ وابوداؤد مترجم ص ۱۳۱ جامع الترمذی جلد اول مترجم ص ۴۴۹ موطا مترجم مطبع صدیقی ص ۳۴۳۔

نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن شریف اہلسنت کے نزدیک محرف ہوا اور اہل تشیع کے نزدیک موجودہ قرآن شریف مکمل قابل عمل رہے۔

۲۔ اعتراض منافقین کے نام نہیں عن احمد قال دفع الی ابوالحسن مصحفاً وقرأ فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت فیھا اسماء سبعین رجلاً من قریش باسماءھم واسماء آباءھم۔ ترجمہ احمد کہتا ہے کہ حضرت امام ابوالحسن نے مجھے ایک قرآن دیا میں نے سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھی تو میں نے اس سورہ میں ستر قریش کا نام اور ان کے باپوں کے نام دیکھے اصول کافی ص ۶۷ (نقل حقیقت مذہب شیعہ۔ تحفہ شیعہ۔)

جواب صابر۔ یہ حدیث مرسل ہے تفسیر معالم التنزیل جلد سوم ص ۹ میں ہے کہ تفسیر آیہ یحذر المنافقون الآخر میں حوالہ ابن عباس مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستر اشخاص کے نام معہ ان کے باپ دادا کے نام کے

ذکر کئے پھر اپنی رحمت سے ان کے نام منسوخ کر دیئے تاکہ بعض لوگ دوسروں کو عیب نہ لگائیں کیونکہ ان کی اولاد مومنین تھی۔ اتقان جلد اول ص ۵۵ میں اسکی تائید موجود ہے کہ سورہ توبہ کا نام سورہ فاضحہ بھی ہے کیونکہ اسمیں منافقین کا فرداً فرداً ذکر تھا حتیٰ کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم نے سمجھا تھا کہ ہم سے کوئی نہیں بچ سکیگا کیونکہ ہر ایک کا ذکر نصیحت سے آنے لگا ہے۔ دوسری روایت میں اس کا نام فاضحۃ المنافقین ہے (ب) اتقان جلد ۲ ص ۳۶ میں ہے کہ سورہ خلع وحفد قرآن سے نکالی گئیں پس منسوخ یعنی ذکر اسماء منافقین منتفی ہے۔ قابل اعتراض نہیں۔

۳ حضرت علی جامع القرآن اعتراض مولوی۔ قال ابوجعفر ما ادعی احد جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ کما انزل اللہ تعالیٰ الا علی علیہ السلام ترجمہ حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص دعویٰ کرے کہ میں نے یہ قرآن جمع کیا ہے وہ کذاب ہے مگر حضرت علی علیہ السلام نے جمع کیا ہے جیسا کہ نازل ہوا (اصول کافی ص ۱۳۹)

جواب صابر۔ واقعی دعویٰ صحیح ہے جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا القرآن مع علی وعلی مع القرآن۔ اس حدیث میں مولوی صاحب نے دیدہ و دانستہ ترجمہ میں خیانت کی ہے کما انزل کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اور مسلمانوں کو مغالطہ دیا ہے۔ ترجمہ حدیث صحیح یہ ہے کہ قرآن کو ترتیب نزول پر بجز جناب علی علیہ السلام کے کسی نے جمع نہیں کیا جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے چنانچہ اتقان جلد اول ص ۶۳، ۶۴ میں موجود ہے۔ نیز اس سے بھی ظاہر ہے کہ سورہ مدنیہ جیسے سورہ بقر وغیرہ سورہ مکیہ سے ترتیب جمع میں اول رکھی گئی ہیں جو خلاف تنزیل ہے۔

(ب) حضرت علی کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا شروع میں سورہ اقرا پھر سورہ مدثر پھر

ف اگر ایسا نہیں ہے تو تعین بتاؤ کہ اس سورہ کا نام فاضحہ کیوں تھا۔ یا ان آیات کا کیا جواب ہے ...
[illegible]

سورۂ قلم اور اسی طرح پہلے سے کے کی سورتیں تھیں پھر مدنی سورتیں (حاشیہ بخاری مترجم احمدی پریس لاہور کتاب فضائل القرآن پ۲۰ صفحہ ۱۳۷ اتقان صفحہ ۶۳)

(ج) ابن سیرین کہتا ہے اگر وہ قرآن شریف ہم تک پہنچتا تو حقیقت میں علم کا بڑا ذخیرہ تھا (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۹۹)

(د) بعد وفات رسول اکرم صلعم حضرت علی نے قرآن شریف جمع کیا نزول کی ترتیب سے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۹ بصورت مجردہ عربی صفحہ ۱۸۵ سطر ۲۵)

اعتراض مخالف (۱) حدیث نمبر ۱۰ کانی الی المرافق کی جگہ من المرافق کی روایت۔ **الجواب** اختلاف قراءات سے کتب تفاسیر و قراءۃ اہل السنت مالامال اور پر ہیں ناظرین کتب پر مخفی نہیں ہے اصل حدیث کافی کو اولاً صاحب مراۃ العقول شارح کافی نے ضعیف لکھا ہے دیکھو جلد ۳ صفحہ ۱۹ ثانیاً الی بمعنی من آئی ہیں درج ہے یعنی الی کی تفسیر من سے کی گئی ہے کہ حقیقۃً مطابق منشا تنزیل الٰہی کے یہی معنی ہیں۔ ثالثاً قرأت ائمہ علیہم السلام میں من کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس میں کیا استبعاد اور اعتراض ہے اپنے قاریوں کا حال ملاحظہ کریں۔ مولوی صاحب بڑے نحوی کہے جاتے ہیں افسوس کہ ان کو یہ مسئلہ کیوں معلوم نہ ہوا کہ حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں مغنی و متن متین وغیرہ ملاحظہ کریں۔

حدیث نمبر ۵ لغایت ۱۱ کا جواب یہی ہے کہ یہ تفسیری الفاظ ہیں جو ائمہ علیہم السلام نے تفسیر آیت میں بیان فرمائے کہ ان آیات کے حقیقی اور تنزیلی معانی یہ ہیں اور کچھ آیات منسوخ التلاوت ہیں اور اکثر روایات میں محمد بن سنان اور محمد بن سلیمان راوی ضعیف ہیں دیکھو رجال کشی صفحہ ۲۴۷ و نجاشی صفحہ ۲۳۰ / ۲۵۸

اعتراض مخالف حدیث نمبر ۱۲ و ۱۳ میں تحریف سے مراد تحریف معنوی ہے۔ دیکھو روضہ کافی صفحہ ۲۶ - ۲۷ امام ابوجعفر اسکی تشریح فرماتے ہیں اقاموا حروفه وحرفوا حدوده اسکی تائید ہم اہل السنت کی اصح الکتب یعنی البخاری کے باب قول اللہ تعالیٰ بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں قال ابن عباس یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ ولکنهم یحرفونه یتاولونه علی غیر تاویله و مثله ... الفوز الکبیر فی اصول التفسیر مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کے صفحہ ۵ میں ہے "اما در تحریف لفظی در ترجمہ توریت امثال آن بکار می بردند و در اصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شد و هو قول ابن عباس و تحریف معنوی تاویل فاسد است بحمل آیہ بر غیر معنی آن بسبب زودری و انحراف از راہ مستقیم" اس سے مراد تحریف لفظی سے بھی فی الحقیقہ تحریف معنوی مراد ہے یعنی ترجمہ میں وہ الفاظ لاتے تھے جو معنی مقصود الٰہی کے خلاف تھے۔

۱۴ حدیث نمبر ۱۴ میں تغیر آیت مرقوم ہے کہ مومنین سے مراد کفار کے مقابل نہیں ہیں بلکہ مومنین سے فرد کامل مراد ہیں جو مامونون عن الخطا اور معصوم عن الزلل ہیں اور اگر اختلاف قرات کے طور پر مامونون پڑھا گیا ہو تو اس میں بھی کیا حرج ہے (ما اختلف اختلاف قراءة) دیکھو حدیث ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف۔ الحدیث قرآن سات محاوروں پر اترا ہے جو محاورہ تم پر آسان ہو اسی طرح پڑھو دیکھو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پ۲۱ صفحہ ۲۲ باب انزل القرآن علی سبعة احرف نافع ابن کثیر اور ابن عامر نے یوں بھی پڑھا ہے کذب اصحاب لیکة المرسلین اور مشہور قرات اصحاب الایکة ہے۔ حاشیہ تیسیر الباری کتاب بدء الخلق پ۱۳ صفحہ ۹۵

(۲) کان وراءهم قرآن متداول میں ہے اور ابن عباس نے کان امامهم پڑھا ہے۔ تیسیر الباری پ۱۹ صفحہ ۵۸۔

(۳) بی بی عائشہ نے اپنے قرآن میں کاتب کو حکم دیا کہ والصلوٰة الوسطیٰ کے بعد وصلوٰة العصر بھی داخل قرآن کریں۔ دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۶۔

(۴) حضرت عمر نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ آیت ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرة کو کیا تو بھی نہیں پاتا بس ہم نے تو بہت تلاش کی کہیں اس کا پتہ نہ ملا۔ عبدالرحمن نے کہا اسقطت فیما اسقط من القرآن یعنی یہ آیت بھی نکل گئی۔ بعض آیتوں کے ساتھ جو قرآن سے ساقط ہوئیں۔ اتقان مطبوعہ مصر ص ۲۶ و مطبوعہ احمدی ص ۳۷۔

(۵) ابن مسعود سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں ہم صحابہ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے۔

بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل الآیۃ ۔ دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ ص ۲۹۸ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۳۵ تفسیر طبری ص ۶۸ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۸۹ دیکھو انوار القرآن

۱۵ - **اعتراض** "فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ یہ کتاب جو نازل کی گئی ہے اور حضرت محمد صلعم کے جمع کیا ہے میں نے اسکو دو تختیوں سے پس کہا لوگوں نے کہ یہ قرآن ایک تو ہمارے پاس موجود ہے پس فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے رنجیدہ ہو کر کہ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ تم لوگ اس قرآن کو ہرگز نہ دیکھو گے ہمیشہ میرا فرض یہ تھا کہ میں تم کو خبر دوں جب میں نے جمع کیا قرآن کو تاکہ تم پڑھو۔ اصول کافی ص ۶۲۷ ۔ (نقل حقیقت مذہب شیعہ و تحفہ شیعہ) ۔ تشریح اس روایت سے صراحتہً ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام نے قرآن کو ایسا گم کیا کہ قیامت تک اصلی قرآن نظر میں نہ آئیگا ۔ (رسالہ سرمہ چشم شیعہ ص ۱۵)"

جواب صابر ۔ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے ۔ دیکھو مراۃ العقول شرح کافی جلد ۲ ص ۵۳۵ ۔ اور مطلب اس کا صحیح بھی ہے کیونکہ قرآن جمع کردہ جناب امیر علیہ السلام جو ترتیب نزول پر تھا اگر شاہان وقت نے رواج نہ دیا تو امت محمدیہ صلعم اس فیض سے محروم رہ گئی اب اگر جناب امیر نے اسکو اپنے پاس محفوظ رکھا تو کیا حرج ہے جیسا کہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے جمع کردہ قرآن ان کے پاس رہے اور ان دونوں صحابہ کرام کے قرآنوں میں آیات کا سخت اختلاف تھا۔

۱۶ - **اعتراض** ۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب امام قائم ہوگا ۔ تو کتاب اللہ کو علیحدہ پڑھے گا ۔ اذا قام القائم قرء کتاب اللہ علیحدہ (اصول کافی ص ۶۲۷ ۔ رسالہ ص ۱۶)

جواب صابر ۔ یہ مولف سرمہ چشم کی سراسر فریب دہی اور غلط فہمی ہے کہ علی حدہ کو علیحدہ لکھکر تحریف لفظی و معنوی کردی ۔ اس حدیث سے کوئی نیا قرآن ثابت نہیں ہوتا ۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جناب امام آخر الزمان علیہ السلام علی حدہ یعنی ترتیب نزول پر پڑھینگے ۔

(۱) ۔ اس حدیث میں ایک راوی محمد بن حسین کو ضعیف کر قبل اللہ غال (رجال نجاشی ص ۲۳۲)

الباب الثانی

اولاد النبی علیہم السلام

۵ - **اعتراض** ۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ۔ ترجمہ اے نبی اپنی ازواج اور بیٹیوں کو کہدے ۔ قال ابو عبداللہ جاءت زینب العطارۃ الی نساء النبی وبناتہ ۔ عبداللہ نے فرمایا کہ زینب عطارہ نبی کی بیبیوں اور بیٹیوں کے پاس آئی (روضہ کافی ص ۱۵۳) لفظ جمع (بنات) سے ظاہر ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بہت لڑکیاں تھیں ۔

(سرمہ چشم والبرہان المعقول فی تربیع بنات الرسول)

جواب متعلق اعتراض دختران رسول مقبول

یہ اعتراض پرانا ہے اور دیرینہ ہے کئی بار جواب دیا گیا ۔ دیکھو کتاب مذہب شیعہ ۔ تحفہ مقبول رد البرہان المعقول ابطال استدلال ۔ یہ صحیح ہے کہ بنات جمع بنت کی ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ صیغہ جمع سے کم سے کم تین مراد لینا حقیقی معنی رکھتا ہے یہاں ہم بھی ایک فرد مراد مجازاً نہیں لیتے بلکہ تین لڑکیاں حقیقی معنوں میں لیتے ہیں ۔ جناب سیدہ معصومہ ۔ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا ۔ جناب زینب و جناب ام کلثوم اور زیادہ سے زیادہ خاندان بنی ہاشم کی لڑکیاں اور قوم کی لڑکیاں مراد ہیں محاورہ عرب میں بنت کا لفظ بیٹی و نواسی و پوتی و عام لڑکی چھوکری پر بولا جاتا ہے صرف بیٹی ہی کے معنی نہیں قرآن شریف سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ۔

الف حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم وعماتکم وخالاتکم

سلاؤں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں تم پر حرام کی گئیں۔ اس آیہ شریفہ میں دادی۔ پردادی۔ نانی۔ پرنانی۔ پوتی نواسی کا ذکر نہیں کیا وہ شریعت اسلامیہ میں حلال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دادی کا ذکر نہ ہونے سے ایک فاضل اہل حدیث ڈاکٹر اہل حدیث امرتسر نے ٹھوکر کھائی دادی کا نکاح جائز کر دیا۔ چونکہ امہات میں دادی۔ نانی۔ وغیرہ شامل ہیں لہذا اطلاق صاف ہے۔ بنات میں پوتی و نواسی داخل ہے۔

ب۔ بنت کا لفظ عام لڑکی او چھوکری پر بولا جاتا ہے۔ عن عائشۃ قالت تزوجنی النبی صلے اللہ علیہ والہ سلم وانا بنت ست سنین۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اسوقت میں چھ سال کی چھوکری تھی (صحیح بخاری مترجم کتاب النکاح پندرھواں پارہ ص۵۵ احمدی پریس لاہور)۔

ج فاسلمتنی الیہ وانا یومئذ بنت تسع سنین۔ (ایضاً ص۵۵) جب مجھکو آپ کے سپرد کیا گیا اسوقت میری عمر نو سال کی تھی۔ پس خاندان نبوت کی لڑکیاں اور قوم بنی ہاشم کی صاحبزادیاں اس خطاب بنات میں داخل ہیں ورنہ قرآن کا حکم صرف گھر کی بیٹی کیلئے مخصوص ہو جائیگا اور ذاتی صاحبزادیاں اس حکم سے مستثنی ہونگی۔

د۔ جسطرح لفظ ابن۔ بیٹا۔ متبنی بیٹا۔ ربیب بیٹا۔ پوتا۔ نواسہ اور عام لڑکوں پر بولا جاتا ہے اسیطرح لفظ بنت حقیقی بیٹی ہو یا ربیبہ بیٹی یا عام لڑکی، محاورہ عرب میں بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالی قرآن شریف میں حکم دیتا ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ (پ۳ آل عمران)

ترجمہ۔ تم ایسے لوگوں سے کہو کہ اچھا میدان میں آؤ۔ ادھر ہم اپنے بیٹے کو بلائیں اور تم اپنے بیٹے بلاؤ اور نیز ہم اپنی بیٹیوں کو بلائیں اور تم بھی اپنی بیٹیوں کو بلاؤ۔

تمام شیعہ اور سنی مفسرین کا اتفاق ہے کہ نزول آیہ مباہلہ پر جناب رسول کریم صلعم اپنے دو نواسوں حسنین الشریفین علیہما السلام کو لیگئے اگر ابن میں نواسے داخل ہو سکتے ہیں تو بنات میں ایک بیٹی کو کیوں ہمراہ لیگئے کیا وجہ کہ نبی نے تعمیل حکم آلہی میں ... کیا محاورہ عرب سے ناواقف تھے

نعوذ باللہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مراد آیت لفظ اہل سے کنعان حضرت نوح کا حقیقی بیٹا نہ تھا مگر حضرت نوح نے اس کو ابنی مجازاً کر کے پکارا۔ تبویب القرآن ص۱۹۶ ضمیمہ متعلق ص۵۲۴ تفسیر کبیر جلد ۵ ص۱۰ بحوالہ ابطال استدلال ص۱۰ بیس خوبیوں والی حمائل شریف مترجم سنی ص۳۲۵ پ۱۲۔ ھود۔ حاشیہ۔ جب ربیب لڑکا بیٹا کہا جا سکتا ہے تو ربیبہ لڑکیاں بنات دختران کیوں نہیں ہو سکتیں۔ لہذا یہ خیال کہ فضیلت ختنیت عثمانی پر اتفاق فریقین ہے، غلط ہے۔

شیعہ اور سنی کے مورخین کا اختلاف ہے، اتفاق ہرگز نہیں۔ اور اس بنا کے حاصل کرنے سے ہرگز حضرت عثمان کو کوئی فائدہ نہیں مل سکتا۔ اگر ان کے اعمال صالحہ نہ ہوں۔ حضرت نوح و حضرت لوط کی بیبیوں کو کوئی نجات حاصل نہ ہوئی۔

ز۔ سنی حمائل شریف بیس خوبیوں والی ص۳۲۵ پ۱۲ ھود حاشیہ پر ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہ نوح کا حقیقی بیٹا نہ تھا بلکہ پہلے خاوند سے انکی بی بی کا بیٹا تھا۔ ایمان اور عمل صالح کے سوا کسی شخص کو نجات نہیں مل سکتی گو پیغمبر زادہ ہی کیوں نہ ہو" جب ربیب لڑکے کا بیٹا کہلایا تو ربیبہ لڑکیاں بنات دختران کیوں نہیں ہو سکتیں۔

تحقیقات صابریہ

شیعہ و سنی تاریخی روایات متضاد و متعارض ہیں کوئی حق الیقین فیصلہ نہیں ہو سکتا روایات سے ظاہر ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین ربیبہ صاحبزادیاں جناب بی بی زینب اور جناب بی بی رقیہ و بی بی ام کلثوم حضرت خدیجۃ الکبری یا انکی ہمشیر کی لڑکیاں تھیں جو جناب رسول صلعم کے زیر سایہ پرورش پاتی رہیں۔ جناب رقیہ کا انتقال زمانہ جنگ بدر میں سنہ ۲ ہجری میں ہوا۔ اور جناب رقیہ کی وفات کے بعد سنہ ۳ ہجری میں ام کلثوم حضرت عثمان سے بیاہی گئیں ۹ھ میں انتقال ہو گیا اور حضرت زینب سب سے بڑی صاحبزادی کا انتقال ۸ھ میں ہوا۔

ان صاحبزادیوں کی پیدائش سے لیکر وفات تک عمر کا لحاظ کیا جائے تو ... کیونکہ انکی عمر ... سال

کی جا سکتی ہے پھر رقیہ کا عتبہ کافر سے نکاح اور اس کا طلاق دینا اور حضرت عثمان سے حالت کفر میں نکاح کر دینا اور
بھی شان میں داخل ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی بڑی کیا مشکل آ پڑی کہ صغیر سنی میں بچپن کی شادی
کر دی جبکہ جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کا نکاح ۱۶ سال اور بعض ۱۸ سال میں کیا۔ پھر ۳ھ
میں جناب بی بی ام کلثوم کی عمر اگر بی بی رقیہ کی ولادت کے ایک سال بعد مانی جائے تو اکیس سال کی ہوتی ہے اور
اور جناب سیدہ معصومہ کی پندرہ یا سولہ سال کی تو کیا وجہ ہے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے اپنی بڑی صاحبزادی
ام کلثوم حضرت علی کو نہ دی بلکہ ۳ھ میں جناب علی کے نکاح کے ایک سال بعد حضرت عثمان سے نکاح کر دیا۔ طرفہ
یہ کہ رؤسائے قریش اور آنحضرت صلعم کے عزیز آنحضرت ابوبکر و حضرت عمر جناب سیدہ معصومہ کا خطبہ کرتے ہیں۔ مگر جناب
بی بی کلثوم بڑی صاحبزادی کیلئے کوئی درخواست نہیں کرتا۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم آنحضرت
صلعم کی حقیقی و صلبی صاحبزادی نہ تھی بلکہ وہ ربیبہ تھیں۔

(۲) ان صاحبزادیوں کی سنہ ولادت و عمر کا بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ولادت باسعادت ۲۹ اگست ۵۷۰ء مطابق ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل میں بعہد نوشیروان عادل بادشاہ
ہوئی اور ۲۵ سال کی عمر میں جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ شاہزادی عرب سے نکاح کیا اور ۴۰ھ میں مبعوث برسالت
ہوئے یعنی چالیس سال کی عمر تھی اور بقول بعض مورخین اس عرصہ میں قبل نبوت تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں
پیدا ہوئیں۔ حضرت قاسم سب سے اول پیدا ہوئے انکے بعد طیب و طاہر بعدہ عبداللہ پھر بی بی زینب پھر رقیہ پھر
ام کلثوم پھر جناب سیدہ معصومہ علیہم السلام (دیکھو مناقب السئول شافعی۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۳۳
تذکرۃ خواص الامۃ۔ لائف آف محمد سر ولیم میور بالقابہ۔

(۳) بی بی رقیہ سنہ ۳۳ عام الفیل میں پیدا ہوئیں۔ اور قبل بعثت سنہ ۴۰ عام الفیل میں بیاہی گئیں کافر
ابو العاص سے گویا اسوقت عمر ان کی ۸ یا ۹ سال سے زیادہ نہ تھی (تاریخ الاسلام ص ۱۶۵)

(۴) بی بی رقیہ سنہ ۳۳ عام الفیل میں پیدا ہوئی قبل بعثت عتبہ کافر بن ابولہب کافر سے بیاہی
گئیں گو زفاف ہونے سے پہلے بعثت رسالت پر تبت یدا ابی لہب کے نازل ہونے پر ابولہب نے
طلاق دلوا دی بعد تصفیہ کے بعد میں حضرت عثمان سے نکاح ہوا۔ گویا ان کی عمر ۹ یا ۱۰ سال کی تھی

طلاق بھی ملی اور دوبارہ نکاح بھی ہوا (تذکرہ خواص الامۃ۔ تاریخ الاسلام دہلوی ص ۱۸۶)

(۵) بی بی ام کلثوم ۳۵ء یا ۳۶ء میں بی بی رقیہ کے بعد پیدا ہوئیں قبل بعثت عتبہ
بن ابولہب سے نکاح ہوا۔ اس نے طلاق دی۔ اور مطلقہ ہو کر بی بی رقیہ کی وفات کے بعد ۳ھ
میں حضرت عثمان سے بیاہی گئیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب بی بی ام کلثوم کا پہلا
نکاح عتبہ کافر سے تین یا چار سال کی عمر میں ہوا۔

اب منصف مزاج اور محقق مسلمان خود ہی انصاف فرمائیں ایسی چھوٹی عمر کی صاحبزادیوں کا
نکاح آنحضرت صلعم نے کیوں کر دیا۔ کونسی ایسی مصیبت پڑی تھی کہ صغیر سنی کی شادی کی رسم ڈالی
حالانکہ سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کا نکاح ۱۶ یا ۱۸ سال پر کیا۔ پس ماننا پڑیگا کہ یہ صاحبزادیاں
ربیبہ تھیں اور مورخ نے ان کی تاریخ ولادت کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ اور یہ صاحبزادیاں زیر حمایت
سرور عالم صلعم پرورش پاتی رہیں۔

ب۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ کی پہلے خاوند سے تھیں حضرت صلعم کی ربیبہ بیٹی ہو کر آئیں۔
(بخاری پ ۱۴ ص ۱۲ باب المناقب)

(۶) مذہب سنی کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ یہ تینوں صاحبزادیاں میری لخت جگر ہیں جیسا کہ شان خاتون قیامت صلوٰۃ اللہ علیہا
میں ہے فاطمۃ بضعۃ منی۔ من اغضبہا اغضبنی۔ جناب فاطمہ میری لخت جگر ہے جس نے
ان کو غضب دلایا اس نے مجھکو غضب دلایا (بخاری باب المناقب مشکوۃ جلد ۴)

(۷) جناب خاتون قیامت سیدہ معصومہ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان پر ہوا۔ مگر ان
تینوں صاحبزادیوں کا پہلے نکاح کفار سے ہوا۔

(۸) قرآن شریف کی آیت بینات۔ آیہ مودۃ۔ تطہیر۔ آیہ مباہلہ اور درود شریف میں صرف
ایک بی بی سیدہ معصومہ داخل ہیں۔

(۹) مباہلہ نجران میں باوجود خطاب جمع نساءنا و نساءکم کے صرف جناب خاتون

قیامت ہی شامل ہیں اور جناب ام کلثوم اسوقت زندہ تھیں اور شامل نہو سکیں کیا باعث ہے مباہلہ ۹ھ میں ہوا (بقول مولوی ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث)

(۱۰) تمام صحاح ستہ مذہب سنی میں صرف ایک صاحبزادی جناب بتول صلوات اللہ علیہا کے فضائل و مناقب درج ہیں اگر تمام صحاح ستہ کے ابواب مناقب کھول کر پڑھ جاؤ ان تین صاحبزادیوں کا نام و نشان نہیں۔ کیوں مناقب و فضائل نہیں حالانکہ باقی صحابیات کے فضائل مذکور ہیں؟

(۱۱) ابتدائے نبوت سے آخر وفات بی بی زینب ۸ھ و بی بی ام کلثوم ۹ھ تک جناب خاتون قیامت ہی حضور انور صلعم کی ہر ایک مصیبت و تکلیف میں ہمدرد و شریک ہیں۔ جب کہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے اندر حالت سجدہ میں جناب رسول مقبول صلعم کی پشت مبارک پر اونٹنی کی بچہ دانی یا اوجھڑی ڈالی گئی تو جناب سیدہ معصومہ باوجود صغیر سنی کے خانہ کعبہ میں تشریف لائیں اور اس اوجھ کو ہٹا کر کفار کو بد دعا دی (بخاری) بولو باقی صاحبزادیاں کہاں تھیں؟ (بخاری پ ۱ ص ۲۳)

(۱۲) جناب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ صلوات اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو جناب سیدہ معصومہ کی پرورش و تربیت جناب ام ہانی خواہر جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کی۔ ان تین صاحبزادیوں کی مروت و استعانت ثابت نہیں۔

(۱۳) ۳ھ جنگ احد کے وقت جناب بی بی زینب بی بی ام کلثوم زندہ تھیں جبوقت جنگ احد میں شیطانی آواز بلند ہوئی وقد قتل محمد تو جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا معہ دیگر ہاشمی مستورات کے تھیں ماتم کرتی ہوئی میدان جنگ میں تشریف لائیں۔ اور جناب سرور عالم صلعم کے سر اور چہرہ مبارک سے خون صاف کیا اور زخم کو کپڑا جلا کر بھر دیا تو خون بند ہوا (بخاری) فرمائیے اسوقت بی بی زینب یا بی بی ام کلثوم کہاں تھیں وہ کیوں نہ تشریف لائیں

(۱۴) اللہ تعالیٰ جل شانہ کی درگاہ سے جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کو سیدۃ نساء العالمین خاتون قیامت کا لقب اطیب امتیازی نشان عطا ہوا۔ مگر تین صاحبزادیوں کیواسطے کوئی لقب نہیں۔ کیا وہ اولاد رسول مقبول نہیں تھیں؟

(۱۵) تمام اہلسنت و اہل حدیث باوجود دعوے کے خطبات جمعہ و عیدین میں صرف ایک صاحبزادی کا ذکر کرتے ہیں (مروجہ خطبات دیکھو) آخر یہ کیوں؟

(۱۶) شیخ ابو جعفر نے رسالہ اعتقادیہ میں فرمایا ہے کہ علویہ میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ بھی آل رسول مقبول صلعم میں کہ ان کی محبت مودۃ و عترۃ واجب ہے اور ان پر صدقہ حرام ہے کیونکہ صدقہ لوگوں کی ہاتھوں کی میل ہے اور بعض دو مومن کے کفو ہے جناب رسول اکرم صلعم نے جب جناب علی اور جناب جعفر کی اولاد کیطرف دیکھکر فرمایا ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کیواسطے ہیں اور ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کیواسطے (سبب کے باعث ازواج النبی صلعم امت پر حرام ہوئیں اور جہاں سبب بھی ہو اور نسب بھی تو اولی وجہ پر رشتہ سیدانی کا غیر سید سے حرام ہے) فرمان رسول مقبول صلعم ہے کہ تم عورتوں کا نکاح ان کے کفو میں کرو۔ حضرت عثمان اور حضرت عمر ہر دو بزرگ خاندان رسالت کے نہ تھے۔ اسوجہ سے کوئی نکاح نہ ہوا۔

(۱۷) اگر حضرت عثمان کا نکاح جناب بی بی ام کلثوم صلبی و حقیقی دختر رسول مقبول صلعم سے ہوتا تو وہ ایسی بیمروتی نہ کرتے۔ جناب سرور عالم صلعم کا لحاظ کرکے حیاء کرتے۔ یعنی حضرت عثمان نے اسی شب میں جس میں حضرت ام کلثوم نے انتقال فرمایا ایک لونڈی سے صحبت کی تھی (یا دوسری صورت سے صحبت کی جسکا اشارہ فتح الباری شرح بخاری میں ہے) آنحضرت صلعم کو ان کا یہ کام پسند نہ آیا آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ قبر میں اترے۔ ابو طلحہ اترے (صحیح بخاری مترجم کتاب الجنائز صفحہ ۷۰ پ ۵ سطر ۹ و ص ۹۱ معہ حاشیہ)

اہل حدیث دوستو۔ خوب غور کرو کہ بقول محسنی بی بی ام کلثوم آنحضرت صلعم کی صاحبزادی کا انتقال ہوتا ہے اور مردہ گھر میں پڑا ہے حضرت عثمان بی بی ام کلثوم کا غم و الم نہیں کرتے لونڈی سے صحبت کا لطف اٹھاتے ہیں حضرت عثمان کے اس فعل سے صاف ثابت ہے کہ بی بی ام کلثوم آنحضرت صلعم کی صاحبزادی نہ تھی ورنہ وہ ایسا فعل ہرگز نہ کرتے بلکہ وہ ماتم میں بیٹھتے۔ والسلام

صابر عفی عنہ

قولہ - تزویج خدیجہ **الجواب** یہ حدیث نہیں بلکہ مولف کافی کی رائے ہے جو ایک مورخ کی رائے کی حیثیت رکھتی ہے نہ کہ قول امام معصوم واجب الاطاعۃ ہے لہٰذا ہم پر حجت نہیں ہے۔

قولہ - ایک مسلمہ کا نکاح ہے ایک منافق شخص سے (یعنی عثمان سے) الخ

الجواب - ظاہر اسلام پر احکام اسلام مثل نکاح و میراث و حفاظت خون و مال شریعت محمدیہ میں جاری کئے جاتے ہیں جس پر فریقین کی کتب شاہد ہیں - نمونہ کیلئے حدیث الاسلام ما جری به اللسان وحلت به المناکحۃ - مروج الذہب بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۹ صـ۲۵ و صـ۲۰۷ - نیز کبیر جلد ۲ صـ۲۶۸ اسلام و ایمان ظاہری پر احکام اسلام منافقین کیلئے بھی جاری تھے

عن الصادق ع الاسلام ما کان علیہ الناس والمواریث وتحقن بہ الدماء فروع کافی ببعلہ صـ۳۳۶ جلد ۳ تفسیر صافی صـ۳۶۷ وسائل الشیعہ جلد ۳ صـ۱۷ احتجاج طبرسی صـ۱۴۹ نقد الرضا صـ۱۱ واصول کافی صـ۳۴۲ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۲ صـ۶۲ امیر عمر فرماتے ہیں کہ ہم اعمال ظاہر پر لوگوں سے برتاؤ رکھتے ہیں - باطن کا حساب اس سے خدا کریگا - زیادہ تفصیل کیلئے رسالہ ابطال الاستدلال مولفہ مولوی حکیم امیر الدین صاحب ملاحظہ ہو۔

الباب الثالث فی الوراثۃ

(۶) اعتراض وراثت فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے تحقیق علماء وارث ہیں انبیاء کے اس واسطے کہ انبیاء علیہ السلام نے کوئی ورثہ نہیں چھوڑا نہ درہم نہ دینار صرف حدیثوں کا ورثہ چھوڑ گئے پس جس شخص نے اس ورثہ احادیث کو کوئی چیز حاصل کی تو اس نے بہت سا حصہ حاصل کیا (اصول کافی صـ۱۷)

جواب صابر - چونکہ اس حدیث کا راوی ابو البختری کذاب و مفتری اور غیر معتبر ہے اسواسطے اصول حدیث سے یہ حدیث قابل حجت نہیں۔

ب - وراثت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مالی اور دوسری علمی مجازاً۔ جناب معصومہ قرآن شریف کے احکام کے موجب وراثت مالی اور علمی دونوں کے مستحق تھیں اور جناب امیر اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام جو حقیقی مرجع العلماء اسلام ہیں وہ وراثت علمی کے مالک ہیں۔

فروع کافی جلد ۳ صـ۴ تہذیب جلد ۲ صـ۲۵۲ میں ہے ورث علی علم رسول اللہ و ورث فاطمۃ ترکتہ - مفصل دیکھو فلک النجاۃ جلد اوّل صـ۲۰۰ انایات صـ۵۰ اگر کوئی حدیث عدم توریث انبیاء علیہم السلام کی بفرض تسلیم صحیح ہو تو بموجب اصول تردید مخالف قرآن و ائمہ معصومین ہے

وثیقہ فدک پھاڑ اگیا

(۷) فلما ولی ابوبکر اخرج عن فدک وکلاء فاطمۃ فسألته ان یردها الیها فکتب

لها ابوبکر بترک التعرض فی الکتاب بکتاب

اصول کافی صـ۲۵۵ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو آپ نے فدک کا رندے اور وکیل حضرت خاتون کے نکالدئیے پس بی بی صاحبہ ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فدک کی واپسی کا سوال کیا پس حضرت ابوبکر نے ایک کاغذ لکھدیا کہ فدک کے درپے نہ ہوگا۔ پھر خاتون علیہ السلام کاغذ لیکر واپس چلی گئیں۔

جواب صابر - مولوی صاحب نے یہاں بھی ایمانداری اور دیانت سے کام نہ لیا۔ خیانت مجرمانہ کی۔ مطلب کی عبارت ذیل ہضم کر گئے۔ سنو!

فلقیها عمر فقال لها ما هذا معک یا بنت محمد قالت کتاب کتبه لی ابن ابی قحافة قال ارینیه

فابت فانتزعه من یدها ونظر فیه ثم تفل فیه ومحاه وخرقه فقال لها هذا لم یوجف علیه

ابوک بخیل ولا رکاب الخ

(اصول کافی صـ۲۵۵) ترجمہ جناب خاتون علیہ السلام کو حضرت عمر مل گئے آپ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی آپکے پاس کیا ہے۔ جناب معصومہ نے فرمایا یہ وثیقہ ہے جو حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ نے مجھ کو لکھدیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔ دکھائیے تو۔ آپ نے انکار کیا مگر عمر نے سیدہ معصومہ سے چھین لیا اور اس میں نظر

ڈالی پھر اسمین تھوک کر ڈال دیا اور پھاڑ ڈالا پھر کہا کہ یہ وراثت وہ نہیں ہے کہ آپکے باپ نے گھوڑے اور سوار دوڑا کر حاصل کی ہو۔

ب۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون ص ۳۹۹ پر ہے جب حضرت عمر نے وہ سند چاک کر دی تو حضرت عمر اس پر راضی ہوئے الزام میں ہر دو برابر ہیں

ج۔ مولوی صاحب نے ثناءً سمع کلامہا قال بعد الحمد والصلوٰۃ بلا حوالہ کتاب تحریر کیا ہے اور یہ کلام تمام حضرت ابوبکر کا ہے۔ جو مدعا علیہ ہے۔ ہمارے برخلاف حجت نہیں۔

د۔ جناب سیدہ معصومہ کی ناراضگی دیکھو صحیح بخاری پ ۱۲ و پ ۱۴۔ مترجم اور صحیح مسلم و مسند احمد حنبل غضبت فاطمۃ کا لفظ موجود ہے۔

حدیث ذوالقربیٰ

(۸) محمد بن علی سے پوچھا گیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ذوالقربیٰ کے سہم میں کیا عمل کیا جواباً انہوں نے کہا کہ جو عمل ابوبکر و عمر نے کیا تھا اسی پر حضرت علی نے عمل کیا (المتعۃ البیضاء ص ۲۲۳)

جواب صابر۔ جسطرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس اور سہم ذوالقربیٰ کو تقسیم فرمایا اسی طرح جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کیا لیکن حضرت ابوبکر نے مخالفت کی سنن ابوداؤد باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربیٰ ص ۵۳ و ص ۵۵ پر احادیث موجود ہیں

حدیث ابوداؤد۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں تقسیم کیا۔ بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو خمس میں سے کچھ جیسے تقسیم کیا بنی ہاشم و بنی المطلب کو راوی نے کہا ابوبکر صدیق بھی خمس کو اسیطرح تقسیم کرتے تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرتے تھے مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیزوں کو نہ دیتے تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو دیا کرتے تھے۔

ب۔ یہ روایت پیش کردہ سائل شیعہ کی روایت نہیں خواہ کتاب شیعہ میں بطور حوالہ کتب سنیون سے منقول ہو تسلی کیلئے دیکھو تحفہ اثنا عشریہ طبع نولکشور ص ۳۰۰ بحوالہ سنیہ باسناد الحادی و دارقطنی ... اور حسن

ج۔ بفرض تسلیم اس کے کہ حضرت امیر نے سہم ذوالقربیٰ کو عمل شیخین کے برخلاف تقسیم نہ کیا ہو اور اس عمل کو تغیر نہ فرما سکے ہوں تو بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں جیسا کہ فدک کو اپنے تصرف خاص میں نہیں لے سکے یا دیگر چند بدعات کی اصلاح مصلحت وقت اور مخالفت ابنائے زمانہ کے سبب سے نہیں فرما سکے۔ تفصیل اس کی ابطال الاستدلال ص ۵۵ اور فلک النجاۃ جلد ۱ ص ۲۲۹ میں ملاحظہ ہو۔ نیز دیکھو فرمان جناب امیر نہج البلاغہ طبع ایران ص ۲۲ لو قد استوت قدمای ... لغیرت الاشیاء۔

مال فئی اور انفال

(۹) اور انفال کا طریقہ تقسیم یہ نہیں ہے بلکہ انفال خاص رسول علیہ السلام کیواسطے ہے اور فدک خاص رسول اللہ کا تھا۔ الخ (اصول کافی ص ۲۵۱)

ب۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انفال وہ مال ہے کہ جس پر گھوڑے نہیں دوڑائے گئے یعنی بغیر جنگ کے حاصل ہوا ہو پس وہ انفال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے ہے اور بعد انکے امام کو اختیار ہے جہاں چاہے خرچ کرے (ایضاً ص ۲۵۳)

تشریح ان دو روایات سے ظاہر منکشف ہوا کہ باغ فدک حضور کی زندگی میں حضور علیہ السلام کا تھا۔ بعد حضور کے متولی فدک کا اور تمام مال انفال کا تھا۔ غرض اس کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا لہذا حضرت امیر المومنین مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنے دوران خلافت میں فدک پر وارثانہ قبضہ نہیں کیا بلکہ اسیطرح عملدرآمد کیا جیسا کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں ہوا تھا (ص ۹ رسالہ)

جواب صابر۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں تھا اس مال کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا بلکہ یہ مطلب ہے جو مال انفال حضور کے وقت میں علاوہ خاص حضور کا ہو اسیطرح جاہیں تصرف میں لائیں اور بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جانشین حقیقی و امام برحق ہو اس کے عہد میں جو مال انفال حاصل ہو وہ امام وقت کے اختیار میں ہے۔ جو چاہے کرے۔ باقی

امت کا اس میں کوئی حصہ نہیں مسئلہ وراثت کا بیان کوئی ذکر نہیں ہے، فدک پر وارثانہ قبضہ جناب سیدہ نے
جس سبب سے نہیں کیا ورنہ وارث حقیقی پر تقسیم فرما سکتے تھے مفصل حال فلک النجاۃ جلد ۱ ص ۴۲۷ پر ملاحظہ ہو۔
چونکہ جناب سیدہ معصومہ رضیہ صلوات اللہ علیہا کی حق رسی نہ ہوئی اسواسطے روز محشر باغ فدک کا مقدمہ پیش
ہوگا۔ آپ کو اپنے مضمون میں یہ بھی یاد رہے کہ ہم حضرات شیخین کو امام برحق اور حقیقی جانشین نہیں مانتے وہ
سلطنت جمہوری کے اجماعی پریسیڈنٹ تھے۔

الباب الرابع فی الصبر

(۱۰) **صبر کا بیان۔** ہر مصیبت میں صبر کرنا اللہ تعالٰی نے اور اس کے رسول مقبول
اور آئمہ اطہار علیہ السلام کا حکم و فرمان ہے یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ بے صبری واویلا کرنا۔ نوحہ کرنا۔ گریبان پھاڑنا
رخسارے پیٹنا۔ بال نوچنا۔ بالوں کو کھولنا واقعی منع ہے مگر لیکن ماتم حسین میں ممانعت نہیں یاد رکھو اصول
ما من عام الا وقد خص تخصیص و استثناء کیلئے دیکھو۔ نہج البلاغۃ۔ و امالی شیخ صدوق و بحار الانوار۔

۱۱ **لباس سیاہ کا پہننا۔** لا تصل فی ثوب اسود و لا فی قلنسوۃ فانہ لباس اہل
النار۔ (فروع جلد اول ص ۲۳۰ ص ۱ رسالہ)

جواب صابر۔ مولوی صاحب کو اللہ تعالٰی ہدایت دے اور ان کو چشم بصیرت عطا ہو کاش کہ وہ پہلے
سرسری سلائی آنکھ میں ڈال لیتے تاکہ ان کی چشم روشن ہو جاتی اور صحیح حدیث سالم اسی ص ۲۳۰ پر انہیں نظر پڑتی
مولوی صاحب نے تحریف لفظی کر کے صداقت کا نمونہ پیش کیا۔ افسوس صد افسوس۔ اس ص ۲۳۰ پر
لا تصل فی ثوب اسود نہیں ملتا۔ فانھا کی جگہ فانہ لکھ دیا ہے۔ کیسی لیری ہے۔ اصل حدیث عن ابی
عبد اللہ قال قلت لہ اصلی فی القلنسوۃ السوداء فقال لا تصل فیھا فانھا لباس اھل
النار۔ (ایضاً ص ۲۳۰) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا میں کالی ٹوپی میں نماز پڑھ لوں

ــــــــــ
۱؎ دیکھو کتب اصول نمبر ۔

آپ نے فرمایا مت پڑھ اس میں کیونکہ وہ ٹوپی دوزخیوں کا لباس ہے۔ فرمائیے جناب اب مولوی صاحب سیاہ لباس
کی کہاں ممانعت۔ یہی ہے آپکے مذہب و علم کی صداقت
ب۔ اور یہی اس حدیث کا راوی سہل بن زیاد ہے اور وہ غیر معتبر ہے۔ ہم کو حق حاصل ہے
کہ اس حدیث کو قابل صحت نہ مانیں۔ دیکھو نقد الرجال ص ۱۶۵ قال بعض اصحابنا لم یکن
سھل لکل الثبت فی الحدیث ۔(ب) کان ضعیفاً فی الحدیث غیر معتمد فیہ و کان احمد
بن محمد بن عیسی یشھد بالغلو والکذب (رجال نجاشی ص ۱۳۲) بہرحال تسلیم ٹوپی سیاہ
سے نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ دستار سیاہ وغیرہ۔

الباب الخامس فی النکاح

۱۲ **نکاح ام کلثوم۔** امام جعفر صادق صاحب فرماتے ہیں کہ بی بی ام کلثوم چھین لی گئی تھی
فروع جلد ۲ ص ۱۴۱ ب۔ فرمایا امام جعفر صادق نے عباس حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کہ ام کلثوم
میرے سپرد کر دیں آپ نے عباس کو اختیار دیا (فروع جلد ۲ ص ۱۴۱)۔
ج۔ فرمایا امام محمد باقر نے کہ فوت ہوئی ام کلثوم بیٹی حضرت علی علیہ السلام کی اور فوت ہوا
بیٹا بی بی ام کلثوم کا زید بن عمر دونوں ایک ہی وقت میں نہ معلوم پہلے کون فوت ہوا۔ اور دونوں پر
جنازہ پڑھا گیا۔ (اعتراض رسالہ ص ۱۱)

جواب صابر۔ بہت پرانا اعتراض ہے۔ اس پر کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے دیکھو
رد ول تحبسوات رد آیات بینات۔ کنز مکتوم فی عقد ام کلثوم۔ تاریخ الاسلام شرح کنز مکتوم شیعی
ابطال استدلال۔ العاشق ملتان۔ ایک ہی سوال کو ہر زمانہ بار بار پیش کرنا پرانے مردے اکھاڑنا
ہے۔ سنو!
جناب علی مرتضی علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں جناب سیدہ زینب اور جناب سیدہ ام کلثوم
بطن مبارک جناب خاتون قیامت صلوات اللہ علیہن سے تھیں جناب بی بی زینب کا نکاح حضرت عبد اللہ

بن حضرت جعفر طیار علیہ السلام سے اور جناب بی بی ام کلثوم کا نکاح حضرت محمد بن حضرت جعفر طیار سے ہوا (مطالب السئول شافعی اور تاریخ اسلام نجوی جلد دوم)

ب ۔ جب حضرت ابوبکر نے وفات پائی تو انکی زوجہ بی بی اسماء بنت عمیس نے جناب شیر خدا مولا مشکلکشا علی المرتضی علیہ السلام سے نکاح کر لیا اور اُن کے ہمراہ حضرت محمد بن ابوبکر اور بی بی ام کلثوم بنت ابی بکر آئیں یہ دونوں بہن بھائی جناب امیر علیہ السلام کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے اور ربیبہ ام کلثوم بنت علی مشہور ہوئیں۔ جب ام کلثوم بڑی ہوئیں تو جناب عائشہ نے ام کلثوم کو اپنی بہن سمجھکر جناب امیر سے واپس لے لیا مگر حضرت محمد بن ابوبکر رہیں پس اس ام کلثوم کا نکاح جناب عائشہ نے حضرت عمر سے کر دیا جس سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا جس سے مورخین اہلسنت کو مغالطہ ہوا اور حضرت عمر کی چار عورتیں تھیں ان چاروں کا نام ام کلثوم تھا۔ ایک ام کلثوم معاویہ بن ابوسفیان کے زمانہ میں فوت ہوئی۔ اول ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید تاریخ کامل تاریخ کبیر۔ اسماء الرجال شیخ عبدالحق۔ ازالۃ الخفا۔ و اصابہ جلد ۱ صفحہ ... دیکھو۔

دوم ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۱۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۹۶) سوم ام کلثوم مادر عاصم (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۵۱) چہارم ام کلثوم بنت ابوبکر جس کا نکاح عمر سے ہوا۔ اسواسطے سنی مورخین نے دھوکہ کھایا ہے۔ ربیبہ لڑکی کو حقیقی صاحبزادی خیال کیا ہے۔

ج ۔ تمام سنی مورخین صواعق محرقہ۔ ازالۃ الخفین۔ ہدایت السعداء۔ تاریخ اسلام دہلوی۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ ذخائر العقبی۔ عسقلانی شرح بخاری۔ استیعاب ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علی المرتضی علیہ السلام کی صاحبزادی ام کلثوم کی عمر اسوقت صرف چار یا پانچ سال کی تھی اور حضرت عمر کی عمر ساٹھ سال کی اب منصف مزاج و محقق صاحبان مسلمان خود انصاف کر سکتے ہیں کہ آیا چار سال کی دلہن اور ساٹھ سال کا دولہا کیسا عمدہ جوڑا ہوتا ہے پھر اس نکاح کے تین سال کے بعد حضرت عمر نے وفات پائی اور سات سال کی عمر میں بی بی ام کلثوم بیوہ ہو گئیں۔ فرمائیے سات سال کی عمر میں بھی کسی لڑکی کا بیٹا پیدا ہوا ہے کہ ایک بیٹا زید بتلایا جاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کو ایسی کونسی مشکل پیش پڑی تھی کہ ننھی سی بچی کا نکاح کر دیا۔ حق تو یہ ہے کہ نواصب و خوارج کو خاندان نبوت سے قلبی عداوت ہے۔

دھوکے دیتے اور فسانے گھڑتے ہیں وہتک اہلبیت رسالت کرتے ہیں اور اپنا ٹھکانا دوزخ بناتے ہیں خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنتے ہیں

وفات ام کلثوم

سنن نسائی مترجم جلد اول صفحہ ۲۹۶ اجتماع جنائز الرجال والنساء میں نافع لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے نو جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھی تو مردوں کو امام کے نزدیک کیا اور عورتوں کو قبلہ سے نزدیک کیا۔ اور ان سب کی ایک صف کی اور ام کلثوم بنت علی زوجہ حضرت عمر کا جنازہ اور ان کے ایک بیٹے کا جسکو زید کہتے تھے ایک ساتھ رکھا گیا۔ اور ان دونوں میں حاکم سعید بن عاص تھے اور لوگوں میں عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ اور ابوسعید اور ابوقتادہ تھے اور لڑکا امام کے پاس رکھا گیا ایک شخص نے کہا میں نے اسکو برا سمجھا تو میں نے ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابوسعید اور ابوقتادہ کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا ہے انہوں نے کہا ایسا ہی سنت ہے۔

قول فیصل

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب ام کلثوم بنت علی نے حاکم سعید بن عاص گورنر معاویہ بن ابوسفیان کے زمانہ میں وفات پائی اور سعید بن عاص نے ۵۹ھ میں وفات پائی (اسماء الرجال مشکوٰۃ عربی ص ...) اور حضرت ابوہریرہ صحابی جو جنازہ میں موجود تھے انکی وفات ۵۹ھ میں ہے بہرحال بی بی ام کلثوم کی وفات ...ھ میں ہونی چاہیے۔

مگر کتب مقاتل و شہادت و تواریخ اسلام گواہی دے رہی ہیں اور زور سے پکار کر شہادت دے رہی ہیں کہ جناب ام کلثوم بنت علی علیہ السلام خواہر جناب امام حسین علیہ السلام ۶۱ھ واقعہ کربلائے معلی میں میدان کربلائے معلی میں موجود تھیں اور اسیر ہو کر دمشق کو گئیں اور رہائی پا کر مدینہ منورہ واپس ہوئیں۔ کیا وہ مردہ ہو کر بارہ سال کے بعد زندہ ہوئیں؟

مسلمانوں کچھ عقل و ہوش کی باتیں کرو طوفان بہتان واقعات باندھا کر۔ اور اگر سنی تمہیں ہمت ہے تو کتاب کنز مکتوم فی عقد ام کلثوم مؤلفہ مولوی سید علی حیدر لکھنوی کا جواب لکھیں۔

[illegible]

(۱۳) گدھے کا گوشت اور متعۃ النساء

فرمایا حضرت علی نے کہ حرام کردیا حضور علیہ السلام نے گوشت گدھے کا اور متعہ کرنا عورتوں سے (تہذیب الاحکام ص۱۹۶)

جواب صابر

مذہب سنی میں گدھے کا گوشت اور متعۃ النساء دونوں حلال ہیں۔ عمیر بن نویم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سوا گدھوں کے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ حضرت نے فرمایا کہ فربہ گدھوں کو ذبح کرکے اپنے بال بچوں کو کھلاؤ میں نے تمہیں صرف ان گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی جو بستی کے گرد پھرتے ہوں (ترجمہ اسد الغابہ جلد ہفتم ص۱۹۹ مطبوعہ عمدۃ المطابع لکھنؤ مترجم مولوی عبدالشکور لکھنوی اڈیٹر النجم)

(ب) عورتوں کا متعہ زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت اور اوائل خلافت حضرت عمر تک جاری رہا حضرت عمر نے سیاسی امور کیوجہ سے اسکو بند کردیا چنانچہ منتخب کنز العمال جلد ۲ حاشیہ مسند احمد حنبل مطبوعہ مصر ص۴۳۳ اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوم ص۱۴۱ پر ہے حضرت عمر نے کہا دو متعہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جاری تھے ان کو اب میں منع کرتا ہوں اور جو کوئی کریگا اسکو سزا دیجائیگی وہ دو متعہ یہ ہیں۔ عورتوں کا متعہ اور حج کا متعہ۔

دیکھو کتب سنیہ ذیل جواز متعہ میں۔ تاریخ ابن خلکان ص۳۶۵ محاضرات راغب اصفہانی جلد ۲ ص۱۴ تفسیر کبیر جلد ۳ ص۲۰۰ شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۳ ص۲۹ تفسیر نیشاپوری جلد اول ص۲۲۱ تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع سرکاری ص۱۳۶ اولیات عسکری ص۳۹۶ ہدایہ جلد اول کتاب النکاح ص۲۹۳ کشف المغطا عن کتاب الموطا ص۳۲۹ باب نکاح متعہ۔ آئینہ مذہب سنی ص۱۴۰)

(۱۴) نکاح بغیر گواہ

سئل ابو عبداللہ عن رجل تزوج المرأۃ بغیر شھود فقال لا باس (فروع جلد اول ص۱۲۶)

امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ کوئی شخص گواہوں کے بغیر نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا کوئی عیب نہیں جائز ہے۔

جواب صابر

ہماری شاہ بنجرا کا دیہاتی مولوی کتنا دلیر اور نڈر ہے کہ ہمیشہ مفہوم امام علیہ السلام کو بگاڑ کر اصل حدیث کو کاٹ چھانٹ کر پبلک کو دھوکا دیتا ہے نہ اللہ تعالی کا خوف ہے نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ شرم ہے حدیث کافی یہ ہے۔

سئل ابی عبداللہ علیہ السلام عن رجل تزوج المرأۃ بغیر شھود فقال لا باس بتزویج البتۃ فیما بینہ وبین اللہ انما جعل الشھود فی تزویج البتۃ من اجل الولد لولا ذالک لم یکن به باس

اس میں نکاح کے گواہوں کی غلطی بیان کی گئی ہے۔ کہ گواہ اولاد کی صداقت کے واسطے مقرر کیجاتے ہیں اصل جزو نکاح ایجاب وقبول وحق مہر ہے۔

(ب) منکوحہ بلا گواہ سے جماع کرنے میں حد نہیں (در مختار جلد ۲ ص۴۱۳ مترجم۔ عالمگیری جلد ۲ ص۱۷۸ مترجم۔ از حقیقت الفقہ ص۱۶۲ نمبر ۴۴ (حاشیہ چلپی بر شرح وقایہ میں لکھا ہے ص۹۱ کہ مقصود گواہوں سے شہرت نکاح ہے) درمختار عربی طبع نولکشور جلد ۲ ص۵۹

(۱۵) اعتراض نکاح زن اعرابی سے متعہ

ایک عورت کو پیاس نے تنگ کیا اس نے ایک اعرابی سے پانی مانگا مگر اس نے بغیر خواہش نفسانی پورا کرنیکے نہ دیا آخر اس نے اپنی خواہش پوری کی یعنی زنا کیا اور عورت کو پانی پلایا حضرت علی نے فتوی دیا کہ مجھے قسم ہے رب کعبہ کی کہ یہ نکاح ہے

(فروع جلد ۲ ص۱۹۸ تشریح یعنی بوقت ضرورت زنا جائز ہے العیاذ باللہ ص۱۲)

جواب صابر

یہ روایت باب المتعہ میں ہے اور یہ متعہ کا نکاح ہے۔ متعہ کو زنا کہنا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر بہتان وتہمت لگانی ہے کیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ نبوت میں متعہ کراکر زنا کراتے رہے۔

مسلمانوں! ہوش میں آؤ عقل سے کام لو۔ متعہ اہلسنت والجماعت میں جائز ہے (دیکھو

صحیح بخاری وموطا امام مالک وصحیح مسلم ۔ اور ہماری کتابیں برہان الشیعہ ۔ مذہب شیعہ

(ب) نکاح متعہ منعقد ہوگا جبکہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا (ابو حنیفہ) عالمگیری مترجم جلد ۲ صفحہ ۳۷ بحوالہ حقیقۃ الفقہ بار دوم صفحہ ۱۶ نمبر ۲۵۳

(ج) متعہ درست ہے (زفر شاگرد امام اعظم صاحب کوفی) شرح وقایہ مترجم صفحہ ۲۳۰ بحوالہ حقیقت الفقہ صفحہ ۱۶۔

(د) کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۹۶ کتاب سنی پر بعینہ یہی روایت ہے

ان عمر بن الخطاب اتی بامراۃ لقیہا راع بالفلاۃ من الارض وھی
عطشی فاستسقتہ فابی ان یسقیھا الا ان تترکہ فیقع بھا فنا
شدتہ باللہ فابی فلما بلغت جھدھا امکنتہ فدر
أ عنھا الحد بالضرورۃ الخ

ترجمہ حضرت عمر کے سامنے ایک عورت لائی گئی جس نے جان کے بچانے کے لئے مجبور ہو کر مجامعت کی (یا بقول مؤلف رسالہ زنا کی) اس پر انہوں نے حد نہیں جاری کی یہ عورت ایک جنگل میں پیاسی ہوئی ایک چرواہے سے پانی مانگا اس نے پانی نہ دیا مگر اس شرط پر کہ وہ اسکو اپنے نفس پر قابو دے جب اس عورت نے اندیشہ جان کا تو اس پر راضی ہو گئی۔ یہ واقعہ سنکر حضرت عمرؓ نے اسکو حد نہ لگائی کیونکہ یوں زنا کی

(حد نہیں)

دوسرا جواب! کنز العمال سنی جلد سوم صفحہ ۹۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن کتب خانہ امیری جناب مولانا مولوی وحاجی امیر الدین صاحب کے بانی شہدی ایک عورت تشنگی سے بیتاب ہوئی اور ایک چرواہے کے پاس آئی اور اس سے کہا پانی مانگا اس نے انکار کیا اسوقت تک کہ جبتک وہ عورت اسکو اپنے اوپر قابو نہ دے۔ وہ عورت بیان کرتی ہے کہ اس چرواہے نے تین دفعہ تھوڑا تھوڑا کر کے مجھکو دیا اور مجھ سے مقاربت کی حضرت عمر نے [illegible] کہا یہ مضطرہ تھی

مضطرہ تھی، مضطرہ تھی اور اس سے حد اٹھالی ۔ اب فرمائیے یہ زنا ہے یا متعہ ہے یہاں گواہ و شاہد کہاں ہیں ۔ سہیل جلد میں ان تمام باتوں کا جواب آچکا ہے مگر افسوس کہ بار بار ہی [illegible] جاتے ہیں۔

(۲۱) اعتراض محاش النساء قال صفوان - قلت للرضا ان الرجل یاتی امرأتہ فی دبرہا قال ذلک لہ (فروع جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

جواب صابر اس کا مفصل جواب آئینہ مذہب سنی۔ اصحاب ثلاثہ حقیقت مذہب حنفیہ وضمیمہ سہیل یمن لکھنؤ میں ہو چکا۔ کاش کہ مخالفین ملاحظہ کرتے ملاں اڑدوی نے حسب عادت ایک ٹکڑا حدیث کا اگلا باقی حصہ حدیث ہضم کر گئے اور پاک معصوم امام علیہ السلام پر افترا و کذب و بہتان باندھا۔ حدیث کافی۔

عن علی بن الحکم قال سمعت صفوان بن یحیی یقول قلت للرضا
ان رجلا من موالیک امرنی ان اسئلک عن مسئلۃ ھابک واستحیا
منک ان یسئلک قال ما ھی قلت الرجل یاتی امرأتہ فی دبرھا
قال ذلک لہ قال قلت لہ فانت تفعل قال انا لا نفعل ذالک

۲۳۶ آخری ٹکڑا چھوڑا صاحب نے چھوڑا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ فعل ہرگز نہیں کرتے

(ب) قال سئلت عن اتیان النساء فی اعجازھن فقال ھی لعبتک لا تؤذھا۔ اس نے کہا میں نے وطی فی الدبر کے واسطے پوچھا فرمایا وہ تمہاری کھلونا ہیں انکو تکلیف مت دو۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)۔

(ج) عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ شیعی تفسیر عمدۃ البیان شیعی جلد اول صفحہ ۱۰۲۔

(د) مذہب سنی میں اس کا جواز موجود ہے اور بہت صحابہ و تابعین مجتہدین و علماء کا اس پر عمل رہا۔ دیکھو ہفوات المسلمین۔ صحیح بخاری مترجم کتاب تفسیر پ ۲ صفحہ ۹۵ مع حاشیہ باب قول النساء حرث لکم [illegible] تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ ۲۶۶ تفسیر خازن جلد اول [illegible]

(۵) تفسیر کبیر مصری چھاپہ صفحہ ۳۵۲ پ ۲ ۔

والمرتضیٰ رواہ عن جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ

عنہ و حجتہ انہ یجوز اتیان النساء فی ادبارھن

عورتوں سے دبر میں فعل کرنا جائز نہیں اور کئی وجوہات بھی ہیں۔ اسکو سید مرتضیٰ رحمہ اللہ نے امام جعفر سے روایت کیا ہے

(۱۷) اعتراض مسئلہ روزہ — جب کوئی شخص عورت سے جماع کرے دبر میں تو عورت کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اور نہ اس پر غسل واجب ہے تہذیب ۲۳۴۔

جواب صابر :۔ حدیث کا راوی مجہول ہے اور یہ مسئلہ مخالف مذہب مشہور آئمہ کے ہے محققین شیعہ کے نزدیک غسل واجب ہے (مرآۃ العقول جلد ۳ صفحہ ۲۶) علامہ حلی نے مختلف الشیعہ صفحہ ۳۶ اور علم الہدیٰ سید مرتضیٰ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے صفحہ ۳۶ پر روزہ فاسد ہونے اور وجوب غسل پر کافی بحث کی ہے۔

(الف) مذہب حنفی میں ہے کہ روزہ دار عورت یا مرد سے اغلام کرے تو روزہ کا کفارہ نہیں (ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۸۵)

(ب) جب کوئی شخص سنی اپنے دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ درمختار جلد اول ترجمہ صفحہ ۲۰ حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۴۰۔

(ج) ذکر پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا اگر لذت و حرارت نہ پائی تو غسل فرض نہیں (درمختار جلد اول صفحہ ۲۰، عالمگیری جلد اول ترجمہ۔

(د) چوپائے یا مردے کے دبر میں دخول کرے اور اسکو انزال ہو تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور غسل واجب نہیں ہوتا فتاوی قاضی خان حنفی مطبع نولکشور جلد اول صفحہ ۱۰۱ وغیرہ میں۔

(۱۸) لونڈی سے نفع اٹھانا — اعتراض مولوی وقال محمد عبد اللہ لا باس بعاریۃ الفرج (استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۳ تہذیب صفحہ ۱۹۵) امام جعفر نے فرمایا کوئی خوف نہیں فرج کے عاریۃ مانگ لینے میں۔ اگر کوئی شخص کسی مومن سے استعمال کے واسطے چند روز عورت

مانگ لے تو یہ زنا نہ ہوگا نعوذ باللہ من ذلک صفحہ ۱۲

جواب صابر — کتنا جھوٹ اور بہتان الامان ملا اڑوی نے کتنی خیانت کی۔ کہ لفظ جاریہ اڑا دیا۔ کیونکہ خلاف احکام آزاد عورت کے اور لونڈی جاریہ کے کتب فریقین میں موجود ہیں۔ فی الحقیقت لونڈی مثل مال مملوک کے ہے فریقین شیعہ و سنی کے نزدیک اس سے بغیر نکاح کے مالک نفع اٹھا سکتا ہے او ما ملکت ایمانکم پڑھو۔ یہ آیت مطلب واضح کرتی۔

ایسے ہی اسکو فروخت یا رہن یا ہبہ کر سکتا ہے۔ استبصار وغیرہ میں اس مسئلہ کا علیحدہ باب ہے۔

یجوز ان یحل الرجل جاریتہ لاخیہ المومن یعنی جیسے لونڈی کو ہبہ کر سکتا ہے بطور لونڈی بغیر نکاح کر دینے کے دوسرے مومن کو اجازت دے سکتا ہے

(ب) فروع کافی جلد دوم جز اول صفحہ ۲۰ میں ہے

یسئل رجل ابا عبد اللہ علیہ السلام عن عاریۃ الفرج قال حرام الی آخرہ

ترجمہ ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق سے پوچھا اور ہم موجود تھے لونڈی سے عاریۃ فائدہ اٹھانے سے فرمایا حرام ہے الی آخرہ

(ج) مذہب حنفی میں ہے بیٹے یا پوتی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں۔ دادا یا دادی کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہیں۔

(د) کسی کی لونڈی رہن ہو وہ اس سے جماع کرے تو حد نہیں (درمختار جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۴۲ نمبر ۴۷۶ تا ۴۷۹۔

(۱۹) نکاح محارم — جو شخص محرمات سے نکاح کرے جیسے ماں اور لڑکی سے اور جو شخص خاندانی عورت سے نکاح کرے سب حلال ہے۔ بلحاظ نکاح کے اور نہیں ہے یہ نکاح زنا اور نہیں ہے اولاد ان کی اولاد زنا کی (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲) صفحہ رسالہ ۱۲۔

جواب صابر — یہ امام معصوم علیہ السلام کا فرمان نہیں بلکہ یونس نامی راوی کا بیان قول ہے جو زنا و نکاح و سفاح میں فرق بیان کرتا ہے

جمع ہیں تو شرع کا پہلو حلال ہے جو بحکم محرمات ماں بہن اور لڑکی وہ عورتیں ہیں جن سے خداوند عالم نے نکاح حرام کیا لہذا حرام ہے۔ کاش مولوی صاحب اپنی آنکھ میں سرمہ کی سلائی ڈالتے تو ان کو مذہب سنی کا یہ مسئلہ روشن ہو جاتا۔ مفصل جواب سہیل یمن گزشتہ جلدوں میں دیکھا ہو۔ ملاحظہ ہو۔

(الف) جو عورتیں ہمیشہ کیلئے حرام (ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ خالہ۔ پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کرکے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں (ابو حنیفہ) درمختار جلد ۲ ص۴۲۰ مترجم عالمگیری جلد ۲ ص۴۷۰۔ ہدایہ جلد ۲ ص۴۵۶۔ شرح وقایہ ص۳۳۱۔ کنز العمال ص۱۹۱۔ قدوری ص۲۲۶ از حقیقۃ الفقہ ص۱۶۲

(ب) محرمات (جو عورتیں ہمیشہ کیلئے حرام ہیں) انسے حرام جان کر بھی نکاح کرے تو حد نہیں (ابو حنیفہ) درمختار جلد ۲ ص۴۱۴ از حقیقت الفقہ ص۱۶۲

(ج) مذہب شیعہ کی کتاب کافی جلد سوم کتاب الحدود ص۲۰۸ پر ہے

قال ابو عبد الله من اتى ذات محرم ضرب ضربة بالسيف اخذت منه ما اخذت۔ ترجمہ یعنی ماں۔ بہن پھوپھی وغیرہ کے ساتھ جو نکاح و مجامعت کرے اس کی گردن مار دی جائے اور اس کا مال لوٹ لیا جائے

الباب السادس فی التقیۃ

(۱) تقیہ دین و ایمان ہے

قال ابو عبد الله: التقية من دين الله. وقال ابو جعفر: التقية من ديني ودين آبائي ولا ايمان لمن لا تقية له (اصول کافی)

ترجمہ! امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ کرنا دین اللہ ہے اور امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ تقیہ کرنا میرا دین ہے۔

اور جو شخص میرے باپ دادا کا تقیہ نہیں کریگا۔ اسکا کچھ ایمان نہیں (رسالہ ص۱۵ حقیقت مذہب شیعہ و نقشہ تہذیب شیعہ۔ تحفہ شیعہ و فضائل شیعہ۔

(ب) فرمایا امام جعفر صادق نے ... جو شخص ... اختیار و ظاہر کرے گا

اور پوشیدہ نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کریگا دنیا میں اور اسکی آنکھوں سے نور دور کرے گا آخرت میں اور اللہ تعالیٰ اُس کو اندھا کریگا جو کھینچ لیجائے گا آگ کی طرف اسی طرح تقیہ ہمارا دین ہے جو شخص تقیہ نہ کرے گا وہ بیدین ہے (رسالہ سرچشمہ شیعہ ص۱۴ اصول کافی ص۴۸۹ و فضائل شیعہ و تحفہ شیعہ:-

جواب صاحب: مولف نے جو حدیث معلی بن خنیس نقل کی ہے وہ مختلف فیہ ہے یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے دیکھو مراۃ العقول جلد ص۱۹۹ اور اس کے سوا اس مضمون کی احادیث نمبر ۱۳ اسی باب کی مجہول ہیں اور نمبر ۱۴ مرسل ہے اور نمبر ۵ علی المشہور ضعیف ہے نمبر ۶ مجہول ہے اور حدیث کے راوی احمد بن محمد بن خالد ضعیف راویوں سے روایت کرتا ہے اور مرسل احادیث پر اعتماد کرتا ہے (نجاشی ص۵۵) دوسرا راوی حریز ہے جس نے سوائے دو حدیثوں کے جناب صادق علیہ السلام سے اور نہیں سنا (نجاشی ص۱۰۴)

(دوم) چونکہ معلی بن خنیس احادیث ائمہ کی اشاعت کا زیادہ شائق تھا اور اس پر جناب امام علیہ السلام کو اس کے قتل کا خوف تھا اس لئے اس کو تاکیدی الفاظ سے نصیحت فرمائی مگر پھر بھی وہ بوجہ شوق اشاعت کے عمل نہ کر سکا اور قتل ہو گیا۔ دیکھو مراۃ العقول ص۱۹۹ جلد دوم۔ نتیجہ ایسے خوف و خطرہ کے مقام پر کون عقل مند اشاعت و اذاعت کا حکم دے سکتا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تقیہ کا حکم چند آیات میں فرمایا ہے۔ ہر ایک حکم کا مقام عمل جدا ہوتا ہے آیت لکم دینکم ولی دین کا اور موقع ہے:-

(پہلی آیت تقیہ)

قولہ تعالیٰ لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء الا ان تتقوا منهم تقاة ويحذركم الله نفسه والى الله المصير (پ۳ آل عمران ع۱۲)

مسلمانوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا

اسے اللہ سے کچھ سروکار نہیں مگر ...

ڈرتا ہے اور آخر کار اللہ کی طرف جاتا ہے۔

دوسری آیت تقیہ

مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (پ ۱۴ سورۂ النحل ع ۱۴)

ترجمہ! جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہیں لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کیساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کیلئے بڑا سخت عذاب ہے۔

کل تفاسیر اہلسنت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے شان میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے کفار کے ظلم و ستم سے مجبور ہو کر کلمات کفریہ کہے جناب رسول صلعم نے حضرت عمار بن یاسر سے فرمایا اگر تیری طرف پھریں اور زبردستی کریں تو تو اسی کلمہ کفر کے ساتھ ان کی طرف پھر جا۔ تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۶۰۶ تفسیر کبیر۔ تفسیر درمنثور سیوطی۔ بیضاوی۔ معالم التنزیل و دیگر تفاسیر اہلسنت دیکھو۔ (سہیل یمن کی گزشتہ جلدیں بحث تقیہ میں دیکھو)

تیسری آیت تقیہ

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ (پ ۲۴ المومن ع ۴)

ترجمہ! فرعون کے لوگوں میں ایک مرد مومن تھا وہ اپنے ایمان کو چھپائے رکھتا تھا۔ اور اصحاب کہف کے زمانہ میں اس شہر میں ایسے لوگ تھے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے۔ تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ پ ۱۵ سورہ کہف زیادہ دیکھو مذہب شیعہ صفحہ ۲۶۵ وغیرہ کتب۔ قول الذکر قولہ قال اللہ تعالیٰ ولا تخشوا الناس الایۃ کو آیہ نمبر ۱ و ۲ سے تطبیق دیکر جواب حاصل کریں۔

حدیث شریف

صحیح بخاری میں حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ تقیہ قیامت تک جاری و جائز ہے

صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ معہ فتح الباری ج ۱۲ صفحہ ۲۸۵ کتاب سنی۔

حدیث شریف

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔

رواہ الدیلمی۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۹۶ نمبر حدیث ۵۴۰ کتاب سنی۔ پس یہ حدیث تقیہ متفق علیہ فریقین ہے تو ہم پر اعتراض کرنا عبث و فضول ہے سراسر تعصب عناد و عداوت ہے مفصلہ ذیل کتب سنیہ میں جواز تقیہ کا بیان ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل۔ ترجمان القرآن صفحہ ۱۱۵۴۔ صحیح مسلم معہ شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ صحیح مسلم عربی جلد اول صفحہ ۹۲ تفسیر درمنثور صفحہ ۱۹۲ تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر ابن جریر ج ۳ جلد صفحہ ۱۱ تفسیر کبیر ج ۲ جلد صفحہ ۲۹۶ و صفحہ ۱۵ تفسیر خازن ج جلد صفحہ ۳۰ تفسیر احمدی صفحہ ۵۹۔

(ب) جناب سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام کو فرائض دین خوب معلوم تھے۔ انہوں نے عمل کر دکھایا۔ مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔ مکہ شریف میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ جب یزید ملعون کے قریش حاجی حاجیوں کے لباس میں قتل امام حسین کیواسطے مکہ معظمہ میں آئے اور ادھر کوفیوں کے ہزاروں خطوط ملے تو مکہ کو بھی چھوڑا۔ اور کربلائے معلی میں کوشش فرماتے رہے کہ جنگ نہ ہو جب مجبور ہوئے کہ اب اسلام نہیں بچتا۔ یہ لوگ کوئی شرط قبول نہیں کرتے تو شہادت حاصل کی۔ اپنے جان و مال و عزیز و اقارب اسلام و بانی اسلام پر فدا کر دیا۔

ع

سر داد نداد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

امام حسین نے جب اسلام کی بنیاد کو مٹتا ہوا دیکھا جان قربان کرنا اور اسلام کو بچانا اولیٰ و انسب خیال فرمایا۔ فی الحقیقت تقیہ میں اخف الضررین کا برداشت کرنا مناسب ہوتا ہے بعض احوال و مقامات پر تقیہ واجب ہوتا ہے۔ وہاں اسوقت تقیہ نہ کرنیوالے گنہگار بھی اور ذلیل بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمان امام مرتضیٰ مگر جہاں کلمہ کفر کہنے کی ضرورت پیش آئے وہاں اختیار ہے کہ جان بچائے یا شہید ہو جائے امام حسین نے کربلا کے واقعہ میں اسلام کے مٹ جانے اور کفر صریح شائع ہونیکا ضرر جان دینے سے زیادہ سمجھا لہذا شہید ہو جانیکو اختیار فرمایا۔

الباب السابع فی الجنازہ

(۲۱) **نابالغ پر چار تکبیر نماز جنازہ** صلی ابو جعفر علیہ السلام علی ابن ابن له صبی ... وکبر علیه اربعا (فروع کافی جلد اول ص۱۱۱) ترجمہ: حضرت امام محمد باقرؑ نے اپنے پوتے چھوٹے پر نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں پڑھیں۔

جواب صابر۔ چونکہ معصوم کے واسطے دعا مغفرت نہیں ہوتی اس وجہ سے چار تکبیریں پڑھی گئیں کل مولود یولد علی الفطرۃ اگر بچہ کا جنازہ نہ بھی پڑھا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہوتا معصوم بچہ بخشا ہوا ہوتا ہے بڑوں پر پانچ تکبیریں پڑھو مذہب اہلبیت رسالت ہے۔

(۲۲) **جنازہ رسول مقبول** حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام امام ہیں زندگی میں اور بعد وفات بھی پس حضرت علی نے درود پڑھا اور دس دس آدمیوں کو حکم دیا کہ درود پڑھیں (اصول ص۲۸۶) فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی اور مہاجر و انصار نے جنازہ پڑھا یکے بعد دیگرے ص۲۸۶۔

جواب صابر۔ یہ شیعہ اور سنی کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضی علیہ السلام نے نماز جنازہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھی اور باقی مہاجرین و انصار نے گروہ در گروہ اگر درود شریف پڑھا مگر حضرات شیخین کو نماز جنازہ و درود شریف پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ سنو؟

(الف) شیعی کتاب حیات القلوب فارسی جلد ۲ ص۶۶۲ و ص۶۶۳ مطبوعہ نولکشور سطر ۵۔ شیعی کتاب جلاء العیون ترجمہ اردو باب ۱ فصل ۵ بیان وفات رسول صلعم ص۹۱ سطر ۱ پر ہے۔

پس جناب امیر علیہ السلام دروازے کے آگے کھڑے ہوئے اور حضرت پر نماز پڑھی اور بعد اس کے اصحاب کو اجازت دی کہ دس دس نفر داخل ہوئے اور گرد جنازہ کھڑے ہوئے جناب امیر علیہ السلام

... صلوا علیه وسلموا تسلیما ۔ اور یہ لوگ بھی یہ آیت پڑھتے اور درود حضرت پر بھیجتے اور باہر چلے جاتے تھے۔

(ب) کنز العمال سنی جلد ۴ ص۵۴ پر ہے کہ آنحضرت صلعم پر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے ایک صف میں ہو کر نماز پانچ تکبیر سے پڑھیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا۔ بحوالہ فلک النجاۃ جلد ۲ ص۱۰۔

(ج) کتاب سنی صحیح بخاری مترجم کتاب المناقب پارہ چودھواں ص۷۰ سطر آخر طبع احمدی لاہور میں ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابوبکر اس وقت سنح میں تھے جو مسجد نبوی سے ایک میل پرے ہے اسمعیل راوی نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں پس حضرت ابوبکر کو آخری دیدار و گفتار سید الابرار صلعم نصیب نہ ہوئی۔

(د) صحیح بخاری مترجم کتاب الجنائز۔ باب موت یوم الاثنین پ ۵ ص۲۴ احمدی پریس لاہور میں ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں ابوبکر کے پاس آئی ان کے بیماری میں انہوں نے پوچھا تم نے آنحضرت صلعم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا میں نے کہا تین دھوئے ہوئے سفید کپڑوں میں نہ ان میں قمیص تھا اور نہ عمامہ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ آنحضرت صلعم کی وفات کس دن ہوئی تھی میں نے کہا پیر کے دن ہوئی۔

نوٹ۔ اگر حضرت ابوبکر صاحب شامل کفن و دفن و جنازہ ہوتے تو ان کو اپنی صاحبزادی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

الباب الثامن فی الطہارۃ

(۲۳) **مُردے کے بالکی رسّی** سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن المیت ... بالحبل یکون من الشعر ... ۔ فروع جلد

تو کیا حکم ہے وضو کیا جائے یا نہ آپ نے ارشاد فرمایا کوئی خوف نہیں۔

جواب صابر۔ اس اعتراض کا جواب کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ دیکھو حقیقت مذہب حنفیہ ابوالجمال مراۃ العقول شرح اصول کافی۔ آپ نے تحریف معنوی کی ہے اس سوال میں کنوئیں کی پاکیزگی کا ذکر ہے نہ کہ شعر الخنزیر کی طہارت کا۔ اس کنوئیں سے زراعت کو پانی پہنچایا جاتا ہے اگر بالوں کا رسہ ہو گیا تو جب تک پانی کا رنگ و مزہ اور بو تبدیل نہ ہو جائے پانی کثیر کسی نجاست قلیل سے پلید نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیر بضاعہ کا حال رہا۔ **سنو!**

حدیث شریف۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بیر بضاعہ سے وضو کیا کرتے ہیں اور وہ ایسا کنواں ہے کہ اس میں حیض کے کپڑے اور کتوں کا گوشت اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی پاک ہے اسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ (ترجمہ جامع ترمذی جلد اول کتاب الصلوٰۃ صہ ۲۲۔ احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد و نسائی میں ہے۔

(ب) مذہب حنفی میں سور کے بال پاک ہیں (ہدایہ جلد دوم صہ ۳۹ و اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ اپریل ۱۹۰۶ء۔

(ج) اگر سور کے بال پانی میں گر جائیں تو پانی پلید نہیں ہوتا (کبیری شرح منیۃ المصلی صہ ۱۴۳) امام محمد کے نزدیک۔

(د) قال له مالك شعر الميتة طاهر مطلقا وعنده شعر الكلب والخنزير

طاهران في حال الحياة والموت (رحمة الامة في اختلاف الائمة)

برحاشیہ میزان شعرانی مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۹ ترجمہ! امام مالک کے نزدیک مردار کے بال مطلق پاک ہیں اور اس کے نزدیک کتے اور سور کے بال پاک ہیں خواہ زندہ کے ہوں یا مردہ کے۔

(ﮦ) امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے کہ خنزیر کے بالوں سے سلائی کی جائے (رحمۃ الامۃ میزان شعرانی صہ ۱۱۔

(و) حیات الحیوان مطبوعہ مصر صہ ۲۲۸ میں مرفوع حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں سور کے بالوں سے سلائی ہوتی تھی کسی امام نے منع نہ کیا۔

(ز) سور کا بال تھوڑے پانی میں گر جائے تو پانی پاک ہے (محمد) ہدایہ جلد ۳ صہ ۵۸ ترجمہ از حقیقت الفقہ صہ ۱۳۲ نمبر ۱۴۱ و کبیری عربی صہ ۱۴۳

(ح) سور نجس العین نہیں ہے (ابوحنیفہ) درمختار جلد اول صہ ۲۲ از حقیقت الفقہ صہ ۱۳۹ نمبر ۱۳۹ رحمۃ الامۃ برحاشیہ میزان شعرانی طبع مصر جلد اول صہ ۸ میں بروایت امام نووی لکھا ہے امام مالک خنزیر کی طہارت کے قائل ہیں اور کہا کہ ہمارے پاس کوئی دلیل واضح اسکی نجاست پر نہیں ہے ۱۲ اور یہی تفسیر الخازن جلد اول صہ ۱۱۳ طبع مصر میں ہے۔ اسکی تشریح میں ایک روایت حدیث کافی جلد ۲ صہ ۱۱۴ پر ہے۔

فقلت له شعر الخنزير يعمل حبلا ويستقى به من البئر التي

يشرب منها او يتوضأ منها فقال لا بأس

میں نے عرض کیا کہ سور کے بال کی رسی سے اس کنوئیں سے پانی کھینچیں اور زمین سیراب کریں جس کنوئیں سے پانی پیا جاتا ہو اور وضو کیا جاتا ہے فرمایا حرج نہیں جنہوں نے جنگل کے اور عرب کے کنوئیں دیکھے ہیں وہ بڑے گہرے ہوتے ہیں بڑے رسی کیساتھ چھوٹی رسی باندھتے ہیں بڑی رسی پانی کو نہیں چھوتی اور یستقی سے مراد سیراب کرنا کھیتی کا ہے اہل زبان صرف وضو بلکہ کھیتی اور حیوانات کو سیراب کرنے میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ ایسی رسی سے پانی پلید نہیں ہو سکتا

(ک) پھر اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث ضعیف ہے،

(ط) تفسیر کبیر جلد ۲ صہ ۲۲۰ آیت انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الآیۃ کے تحت میں ہے خنزیر کے بالوں کیساتھ نفع اٹھانے کے لئے فقہا میں ایسے ہیں جو انکی نجاست کے قائل نہیں اور یہی درست ہے۔ صہ ۲۲۰ پر ہے خنزیر کے بال ظاہر آیت میں داخل نہیں اگرچہ خنزیر حرام و نجس ہے چنانچہ ابو محمد و ابوحنیفہ اس سے سلائی وغیرہ کے نفع اٹھانے کے قائل ہیں۔

(۲۲۴) حل خنزیر ...

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خنزیر کے چمڑے سے ڈول بنا کر پانی نکالا جائے تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

جواب صابر ۔ ھذا الحکم یحمل علی الاستقاء لسقی البہائم والزراعۃ۔ یہ حدیث زراعت کو سیراب کرنیکے واسطے ہے دحاشیہ من لایحضرہ الفقیہ ص۵ ہے) ملاحظہ جلد اول ص۱۲ پر ہے ۔ انہ لا یجوز استعمال ذالک فی الوضوء ولا الشرب بل یستعمل فی غیر ذالک من سقی الدواب والبھائم وما اشبہ بہ ذالک۔ اس ڈول کے پانی سے نہ وضو کیا جائے اور نہ پیا جائے مال دمویشی اور درندے وغیرہ پانی پئیں۔ پس مذہب شیعہ میں یہ زراعت کیواسطے نہ پانی پینے کیواسطے۔ حنفیہ میں کتا نجس العین نہیں اس کے چمڑے کا ڈول اور مصلیٰ بنانا جائز ہے علیہ الفتویٰ وھو المعتمد کیونکہ اسکی تائید لکھی ہے کہ مفتی بہ روایت ہے۔ درمختار عربی مطبوعہ نولکشور ص۱۲ وتحفہ اثنا عشریہ ص۹۲ وفتاوی قاضی خان جلد اول ص۱۱ ۔ شیعہ کے نزدیک سور کے بال وغیرہ پلید ہیں استعمال انکا پاکی کے مقام جائز نہیں دیکھو شیعہ کی کتب مختلف الشیعہ جلد اول ص۹۵ وجلد ۲ ص۱۳۶ ومقنعہ شیخ مفید ص۱۰ وسائل الشیعہ جلد اول ص۱۹۳ وجامع عباسی ص۲۹ تحفۃ العوام ص۸ خزینۃ الرشاد جامع جعفری۔

(۱) کبیری ص۱۹۵ میں ہے ان صلی فی جلد خنزیر مدبوغ جاز وقد اساء بناء علی انہ یطھر بالدباغ اگر سور کی کھال دباغت کی ہوئی پر نماز پڑھ لیجائے تو جائز ہے اور صحیح بھی ہے کہ دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے اور ظاہر الروایت میں بھی ابو یوسف سے اسیطرح مروی ہے۔

(ب) کنز الدقائق من فقہ خیر الخلائق علامہ وحید الزمان سنی ص۱۳ پر ہے مردار اور خنزیر کے بال اور ہڈی پاک ہیں

(ج) کبیری ص۱۹۵ مطبوعہ لاہور میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ خنزیر کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اسکی بیع اس کا نفع اٹھانا اسکے اوپر نماز پڑھنا اور اسکے لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ حدیث صحیح مسلم وترمذی میں ہے کہ جو چمڑا رنگا جائے وہ پاک ہے

(د) سور کی کھال ... رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے ... ص۱۲۹ از حقیقت الفقہ ص۱۲۹ ... ص۲۰۹ ...

(ہ) مردار جانور کا چمڑا دھوپ یا ہوا میں سکھانے سے پاک ہو جاتا ہے۔ عالمگیری جلد اول ص۳۲ از حقیقت الفقہ ص۱۲۹ ۔

(و) مردار کی کھال جو دھوپ میں دباغت دی ہوئی ہو اگر تر ہو جائے تو پاک ہے۔ ہدایہ شرح وقایہ بحوالہ حقیقت الفقہ ص۱۲۹

(ز) مردار جانور کا چمڑا دھوپ یا ہوا میں سکھانے پر نماز اور اسکے ڈول سے وضو جائز ہے عالمگیری جلد اول ص۳۲ بہشتی زیور ص۵ ۔

(۲۵) **مردار کا چمڑا** امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ مردار کے چمڑے میں پانی یا دودھ یا روغن نذر ڈالا جائے تو کیا حکم ہے آپنے فرمایا کوئی ڈر نہیں کہ اس سے پانی پیا جائے یا وضو کیا جائے من لایحضرہ الفقیہ ص۲ وص۵ ۔

جواب صابر ۔ اس کا جواب دیا گیا۔ اور اصول دین جو اول رسالہ ہذا میں ہم لکھ آئے اسکی بنا پر یہ روایت مطابق قول عامہ مخالف مذہب آئمہ اہلبیت ؑ کے شیعہ کے نزدیک معمول نہیں ہے امام زہری سنی کے نزدیک ہر قسم کے مردار کے چمڑے سے بغیر دباغت بھی نفع اٹھانا جائز ہے۔ میزان شعرانی جلد اول ص۱۱ ۔

(۲۶) **چوہا گھی میں گر جائے** پوچھا گیا امام جعفر صادق سے کہ اگر کتا یا چوہا روغن میں گر جائے اور زندہ نکالے جائیں تو کیا حکم ہے آپنے فرمایا وہ گھی کھایا جائے کوئی ڈر نہیں (فروع کافی جلد ۲ جزو ۲ ص۱۵۹) ۔ عن الفارۃ والکلب یقع فی السمن والزیت ثم یخرج منہ حیا فقال لا بأس باکلہ۔

جواب صابر ۔ بجائے کلب کے ہرۃ یعنی بلی حاشیہ پر ہے۔ دیگر احادیث اس کے بیان دفعہ موجود ہیں۔ مذہب حنفی میں ہے کہ چوہا روغن زرد میں گر جائے تو ادھر ادھر کا روغن پھینک کر باقی استعمال کریں۔ کبیری ص۱۴۳ اسیطرح کافی کے اسی صفحہ پر بھی یہی حکم مروی ہے۔

(ب) ...

ڈھوک رتہ امرال ضلع راولپنڈی نے اپنی لاجواب کتاب شواہد الصادقین ص۱۷ پر کیا عمدہ جواب دیا ہے حدیث میں سائل کے سوال کا تعلق گھی میں چوہے کے گرنے سے فقط اس طور پر ہے کہ اگر چوہے کے پیچھے کتا دوڑے اور چوہا گھی میں گر جائے اور زندہ خارج ہو تو معصوم نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اور معترض نے حدیث مذکورہ بالا سے یہ ترشح کیا ہے کہ کتا اور چوہا دونوں اگر تیل یا گھی میں واقع ہوں تو بقول امام اُس کے استعمال میں مضائقہ نہیں حاشا وکلا۔ اس بطلانس سے ذرا کوئی نحو پڑھنے والا دریافت کرے کہ سائل کے سوال کا تعلق اگر چوہے اور کتے دونوں سے ہو تو کیا عبارت جو امین "فارۃ" اور "کلب" کے بعد "تقع" اور "زیت" کے بعد "تخرج" صیغۂ واحد غائب مضارع صحیح ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ فعل کے بعد جب فاعل اسم ظاہر آئے تو خواہ وہ اسم ظاہر واحد ہو یا تثنیہ یا جمع اُس وقت اس فعل کا صیغہ واحد غائب استعمال کیا جاتا ہے۔ بخلاف اس فعل کے جس کا فاعل ضمیر ہو تو اس وقت واحد کیلئے صیغہ واحد اور تثنیہ کیلئے صیغہ تثنیہ اور جمع کیلئے صیغہ جمع استعمال ہونا ضروری ہے۔ پس بزعم معترض بجائے "تقع" "یقعان" اور بجائے "تخرج" کے "تخرجان" ہونا لازم تھا۔

ہمہ تن عقل و دانش بباید گریست

نفس حدیث یہ ہے سئل عن الفارۃ والکلب یعنی متعرضا بالکلب یا متعاقبا بالکلب فی السمن والزیت الخ سے کاد اللہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معصوم وقوع الکلب کے بعد بھی کو پاک قرار دیں باوجودیکہ کتے کو باب اعیان نجسہ میں نجس العین قرار دے چکے ہیں انتہیٰ کلامہ۔

افسوس کہ ملا صاحب نے الفاظ باب پر غور نہیں کی باب الفارۃ تموت فی الطعام والشراب۔ یعنی باب اس مسئلہ کے بیان میں ہے کہ اگر چوہا طعام یا پینے کی چیز میں مر جائے یا زندہ گرے تو کیا حکم ہے کتے کی نسبت اسی باب میں کوئی حکم وارد نہیں کتے کا ذکر ضمناً صورت ہوئی میں ہے نہ حکم نجاست و طہارت کیلئے کتا شیعہ مذہب میں بالاتفاق نجس العین ہے۔

(ج) مذہب حنفی میں ہے پانی کے کٹورے میں چوہا گر جائے تو پانی پاک ہے ہدایہ جلد اول

(ں) حنفی مذہب میں ہے اگر شراب کے مٹکے میں چوہا گر جائے اور پیٹ پھٹنے سے پہلے نکل جائے تو اُس شراب کا سرکہ بنا کر کھا لینا درست ہے۔ فتاوی قاضی خان جلد اول ص۱۲ درمختار جلد اول ص۲۳۲ ہدایہ جلد اول ص۲۲۶ مترجم حقیقت الفقہ ص۱۴۷

(ھ) بلی نے چوہا کھایا اگر تھوڑی دیر بعد پانی میں منہ ڈالے تو پانی نجس نہیں (مذہب حنفی) بہشتی زیور حصہ اول ص۲۰۔

(و) مذہب حنفی میں چوہے کا پیشاب پاک ہے۔ ردمختار جلد اول ص۱۵۳ بحوالہ حقیقت الفقہ ص۱۴۴

(ز) چوہے کی مینگنی ناپاک نہیں جب تک کہ اسکا اثر ظاہر نہ ہو (مذہب حنفی) درمختار جلد ۱ ص۱۵۳ بحوالہ حقیقت الفقہ ص۱۴۵۔

(۱۲) **شعر الخنزیر والصوف** | قال الامام شعر الخنزیر والصوف کلہ ذکی (فروع جلد ۲ جزو ۲ ص۱۰۴ تہذیب ص۱۰۸) ترجمہ! فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے بال اور پشم خنزیر کی سب پاک ہیں

جواب صابر ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مولوی صاحب مارڑوی کو تحریف لفظی و معنوی اور کاٹ چھانٹ کا کمال ملکہ ہے جھوٹ لکھ کر مسلمان کو پاک مذہب شیعہ سے نفرت دلاتا ہے۔ اگر فروع کافی ص۱۰۴ پر شعر الخنزیر کے الفاظ مولوی صاحب دکھا دیں تو ایکسو روپیہ نقد بطور انعام دینے کو تیار ہوں ورنہ مولوی صاحب کذب افتراء و بہتان سے تائب ہو جائیں مارڑی شاہ لنگر کے باشندوں اور ضلع جھنگ کے سُنی مسلمانوں سنتے ہو۔ مولوی صاحب کو آمادہ کرو اور انعام حاصل کرو۔

حدیث کافی فروع جلد ۲ ص۱۰۴/۱۰۳ ۔ باب ما ینتفع بہ من المیتۃ ولا ینتفع بہ منھا میں ہے

عن الحسین بن زرارۃ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام وابی یسئلہ
عن اللبن من المیتۃ والبیضۃ من المیتۃ وانفحۃ المیتۃ
فقال کل ھذا ذکی فقلت لہ فشعر الخنزیر یجعل حبلا ویستقی
بہ من البئر التی یشرب منھا او یتوضا منھا فقال لا باس بہ وزاد

فیہا علی بن عقبہ و علی بن الحسین بن رباط و قالوا الشعر و الصوف کلہ ذکی۔

یعنی کہا ہے حلال جانور جو مر جائیں تو آیا کس چیز سے فائدہ اٹھایا جائے اور کس چیز سے فائدہ نہ اٹھایا جائے حسین بن زرارہ سے روایت ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا اور میں نے آپ سے مردار جانور کے دودھ انڈہ سے پوچھا فرمایا تمام پاک ہے اور پھر پوچھا کہ سور کے بال کی رسی بنائی جائے اور اس کنوئیں میں سے پانی زراعت کے واسطے نکالا جائے جس کنوئیں سے پانی پیتے ہیں اور وضو کرتے ہیں فرمایا کوئی ڈر نہیں علی بن عقبہ اور علی بن الحسین بن رباط دونوں نے اسمیں یہ زیادہ کیا ہے کہ بغیر ذبح کئے ہوئے حلال جانور مردہ کے بال و پشم پاک ہیں۔

(الف) کتاب سنی میزان شعرانی جلد اول ص۱۰ و ص۱۱ و رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ برحاشیہ میزان شعرانی جلد اول ص۹ پر ہے کہ سور اور کتے کے بال و پشم و روان سب پاک ہیں خواہ خنزیر زندہ ہو یا مردہ امام مالک کے نزدیک اور امام احمد حنبل و ابو حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ نے اس پر اضافہ کیا کہ خنزیر اور کتے وغیرہ کے دانت اور سینگ اور ہڈیاں وغیرہ بھی پاک ہیں کیونکہ انہیں روح حلول نہیں کرتی اور حسن بصری اور امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگرچہ کل چیزوں کے بال نجس ہیں مگر دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اب اسمیں اختلاف ہے کہ خنزیر کے بال سے بذریعہ جوتی سینے وغیرہ کے نفع اٹھا سکتے ہیں۔ امام مالک اور ابو حنیفہ نے تو پوری اجازت دی ہے اور میزان شعرانی جلد اول ص۱۱ امام مالک کے نزدیک زندہ کتا پاک ہے۔ امام نووی بھی اسی طرح کہتا ہے۔

(ب) کتے کے بالوں کا تکیہ بنانے میں مضائقہ نہیں بال اسکے پاک ہیں مذہب حنفی ہدایہ جلد ۱ ص۲۰۳ مترجم از حقیقت الفقہ ص۱۴۹ اور درمختار عربی جلد اول ص۱۰۰ مطبع نولکشور و چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص۱۵ نولکشور و عالمگیری قلمی ص۱۳ ہر مردار کے مطلقاً بال پاک ہیں خواہ کوئی ہو شرح وقایہ عربی۔ مع عمدۃ الرعایہ جلد اول ص [illegible]۔

(ج) کتے کی ہڈی بال اور پٹھے پاک ہیں (مذہب حنفی) درمختار اردو جلد ص۱۵ شرح وقایہ چلپی ص۱۵ و درمختار عربی نولکشور ص۱۴۹ و ہدایہ جلد اول ص۱۲ اردو از حقیقت الفقہ ص۱۴۹

و نفع المفتی والسائل ص [illegible] مؤلفہ مولوی عبدالحی لکھنوی۔

(د) کتے کی کھال کا ڈول اور اسکا مصلیٰ یعنی جائے نماز بنانا جائز ہے (مذہب حنفی) درمختار جلد اول ص۱۰۱ و ہدایہ جلد اول ص۱۲ از حقیقت الفقہ ص۱۴۹ و درمختار عربی مطبوعہ نولکشور ص۱۶ و تحفہ مختار شرح ص۹۶ و فتاوی قاضی خان جلد اول ص۱ عربی۔

(ہ) کتے اور بھیڑئیے کی کھال (بلا دباغت) ذبح کرنے سے پاک ہو جاتی ہے (مذہب حنفی) منیہ ص۴۹ حقیقت الفقہ ص۱۴۹

(و) مردار کا اور دودھ پاک ہے (ابو حنیفہ) درمختار جلد اول ص۱۰۱ عالمگیری جلد ۱ ص۳۶ نیز سوال ص۲۲ کے جواب میں امام محمد تلمیذ رشید ابو حنیفہ کا مذہب لکھا جا چکا ہے کہ سور کے بال پاک ہیں پانی ان سے پلید نہیں ہوتا۔

۱۴۰ حلال و حرام دونوں ہوں

قال ابو جعفر کل ما فیہ حلال و حرام فہو لک حلال۔ (فروع جلد ۲ جزو ۲ ص۱۴۴)

ترجمہ! فرمایا امام محمد باقر نے کہ جس چیز میں حلال و حرام دونوں ہوں وہ چیز حلال ہی ہے (رسالہ)

جواب صابر۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مولوی صاحب نے ڈوری کو آخر عمر میں عداوت و بغض مذہب شیعہ نے ایسا [illegible] کر دیا ہے کہ حق بات نکلتی ہی نہیں جو حدیث پیش کرتے ہیں وہ کاٹ چھانٹ کر۔ اللہ تعالیٰ انکو ہدایت بخشے کہ ناجائز بیجا اتہام آئمہ اطہار علیہم السلام پر نہ لگائیں بغور سنو اصل حدیث یہ ہے

فقال کل ما کان فیہ حلال و حرام

فہو لک حلال حتی تعرف الحرام بعینہ فتدعہ

ترجمہ مولوی شبہ سے چیز حرام نہیں ہوتی کیونکہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے۔ جب حرام ثابت ہو جائے تب ترک واجب ہے

۱۴۹ گدھی کا دودھ پاک ہے

جزو ۲ صفحہ ۱۳۲ - فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ گدھی کا دودھ پینے سے کوئی ڈر نہیں ہے (رسالہ صفحہ ۱۶)

جواب صابر - اسی باب و اسی صفحہ پر ہے کہ گدھی کے دودھ سے مریض کیواسطے اکسیر کا لی گئی ہو تو ضرورت مریض کیلئے یہ حکم ہے - مذہب حنفی سنی میں گدھی کا دودھ پاک ہے - سنو!

(الف) امام محمد شاگرد جناب امام اعظم صاحب کوفی کے نزدیک گدھی کا دودھ پاک ہے کبیری صفحہ ۱۹۹

(ب) گدھے کا جھوٹا پاک ہے (محمد) درمختار جلد اول صفحہ ۱۱۵ - (عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶) (حقیقت الفقہ صفحہ ۱۴۹ -

(ج) گدھی کا دودھ پاک ہے (محمد) عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۵ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۹ منیہ صفحہ ۵۳ ازحقیقت الفقہ صفحہ ۱۴۹ -

(۲۵) شراب کا سرکہ | قال ابو عبد اللہ علیہ السلام المختمر يجعل خلا لا باس (فروع جلد ۲ صفحہ ۱۹۰) فرمایا امام جعفر نے اگر شراب سرکہ بنایا جائے تو حرج نہیں -

جواب صابر - مذہب حنفی میں ہے کہ شراب کا سرکہ بنجائے تو پاک ہے (محمد) درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۶۳ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۴۲۵ ہدایہ جلد اول صفحہ ۹۶ و ۴۲۵ - شرح وقایہ صفحہ ۵۵ - کنز صفحہ ۲۸۴ - قدوری صفحہ ۲۳۳ بہشتی زیور حصہ ۳ صفحہ ۴ ازحقیقت الفقہ صفحہ ۱۴۰ -

(ب) شراب کا مشکہ سرکہ ہوجانے کے بعد پاک ہے - درمختار جلد اول صفحہ ۱۰۰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۶ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳ حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۴۷ -

(ج) شراب میں پانی ملاکر سرکہ بنائے تو پاک ہے - ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۳۴ مترجم ازحقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۴۹

(د) تاڑی کا سرکہ کھانا درست ہے بہشتی زیور حصہ ۳ صفحہ ۸ بحوالہ حقیقت الفقہ صفحہ ۱۴۹ دیکھو حقیقت مذہب حنفیہ - ولو عجن الخبز بالخمر ثم صب فيه الخل حتى ذهب اثره فطهر - درمختار جلد اول صفحہ ۱۵ - اگر روٹی شراب میں گوندھ کر پکائی جائے اور پھر اوپر سرکہ چھڑکا جائے کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے -

(۳۱) پاک و مردار کا مل جانا | امام جعفر نے فرمایا کہ جب پاک و مردار آپس میں ملجائیں تو فروخت کرکے قیمت لیں اور کھانی جائز ہے (فروع جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

جواب صابر | مولوی صاحب نے حسب معمول اس حدیث میں خیانت کی ہے کاشکہ مولوی صاحب خیر عمر میں رسالہ بازی نہ کرتے تو آپکو شرمندہ نہونا پڑتا

اصل حدیث سنو! عن الحلبي قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول اذا اختلط الذكي والميتة بيع ممن يستحل الميتة واكل ثمنه -

حلبی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ جب پاک اور مردار آپس میں ملجائیں تو اُن لوگوں کے پاس فروخت کرو جو مردار کو حلال جانتے ہیں (جیسے کنجڑ وغیرہ) اور اسکے دام لیکر کھانے میں استعمال کرو - فرمائے اس میں کونسا اعتراض ہے -

(ب) مرد کیواسطے ریشم پہننا حرام ہے - آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو ریشمی جبہ دیا کہ اسکو فروخت کرکے قیمت وصول کرے (بخاری پ ۴ صفحہ ۳۳)

(۳۳) بچہ اگر خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے | حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ بچہ اگر خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اگر دودھ سے جدا ہے تو اسکو چارہ جو اور روٹی وغیرہ کھلاؤ اور اگر شیر خوار ہے تو بکری کا دودھ سات دن پلاؤ پھر اسکا گوشت کھایا جائے تہذیب باب صید صفحہ ۲۹۳ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ -

جواب صابر - دیکھو حقیقت مذہب حنفیہ - وانوار الجبار - مذہب شیعہ میں بعد تزکیہ گوشت حلال ہو جاتا ہے مگر مذہب حنفی میں بلا تزکیہ سنو!

(الف) معتبر فتاوی حنفیہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۹ میں ہے یعنی اُس بچے کا کھانا حلال ہے جو خنزیر کے دودھ سے پالا گیا ہو کیونکہ اسکے گوشت نے تغیر نہیں پایا (درمختار مترجم جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ ازحقیقت الفقہ صفحہ ۱۶۷ نمبر ۵۶۵ اگر بکری بھیڑیا سے تو بھیڑیا کا کھانا جائز ہے - درمختار صفحہ ۱۶۱ -

(۳۴) مرغی خنزیر سے بہتر ہے | فرمایا امیر نے کہ گوشتوں میں سب سے اچھا گوشت مرغی کا ہے پس فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ ہرگز ایک نہیں ہے یہ تو پرندوں کا خنزیر ہے

جواب صابر جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ٹھیک ہی فرمایا کیونکہ ہر قسم کی گندگی مرغی چٹ کر جاتی ہے آپ کہتے ہیں جب مرغی کا گوشت سب سے زیادہ پاکیزہ ظاہر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پاکیزہ نہیں اسلئے ذبح سے پہلے اسکا تزکیہ کرنا لازم ہے جواب اور وقت جواب تو سمجھا کرو بلکہ طیب چھوٹا چوزہ ہے جو عموماً قبل بلوغ نجاست خوار نہو یہ استحبابی تاکیدی حکم ہے کسی کو شیر کہدینے سے کوئی عقلمند دم دار یا درندہ بیان نہیں کرتا ایک صفت شجاعت پر یہ لفظ اطلاق ہوتا ہے اسیطرح نجاست خوار میں خنزیر کیساتھا امام نے پرندوں میں سے مرغی کو مشابہت دی ہے جو مقام تردید طیب کہنے میں موزوں تھی۔

۳۴۔ مذہب شیعہ میں خرگوش حرام ہے حضور علیہ السلام نازک مزاج تھے اور بعض چیزوں کو ناپسند کرتے تھے اور حرام نہ جانتے تھے ایک دفعہ خرگوش حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے خرگوش حرام نہ کیا فرمایا شیخ مصنف کتاب نے خرگوش کھانے میں کوئی ڈر نہیں یعنی حلال ہے تہذیب صفحہ ۳۹۳۔

جواب صابر باتفاق فریقین خرگوش مسوخات میں داخل ہے اور کوئی مسخ شدہ چیز حنفیہ کے نزدیک بھی حلال نہیں ہے بجز خرگوش کے معلوم نہیں کہ اسکو حنفی کیوں حلال سمجھتے ہیں حالانکہ کتب صحاح ستہ سے بالکل ثابت نہیں ہوا کہ رسول خدا نے اسکو کھایا ہو۔ اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں بھی یا تو لفظ حرمت آیا ہے۔ یا لفظ کراہت جو حرمت کے مترادف ہے سمجھی جاتی ہے اور مسخ کے معنی لغت میں ایک صورت سے بدتر صورت میں بدلنا ہے۔ جو مغضوب خدا ہوتی ہے اگرچہ مسوخات تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہتے تھے اور نہ انکی نسل پیدا ہوئی تھی مگر اس عذاب سے عبرت دینے کیلئے ان صورتوں پر کچھ جانور خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائے جنکے کھانے سے شرع شریف نے منع فرمایا ہے۔ اسکا ثبوت کہ خرگوش مسوخات میں داخل ہے اور مسوخات کھانا حرام ہے حسب ذیل روایات فریقین میں موجود ہے یہ بھی کہ اسکو حیض آتا ہے دیکھو کتب شیعہ۔ (۱) عیون اخبار الرضا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۲۲۵ خلیفہ مامون نے امام رضا سے سوال کیا کہ مسوخات میں آپ کیا فرماتے ہیں جناب نے جواب میں فرمایا ایک قوم ہے جن پر خداوند تعالیٰ نے غضب کیا تھا اور انکو مسخ کیا وہ تین دن کے بعد بلا نسل مر گئے لیکن جس پر اسم مسخ صادق ہو اسکا کھانا حرام ہے اور اسے نفع اٹھانا بھی حرام ہے۔

(۲) علل الشرائع جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ امام رضا نے خرگوش کو حرام فرمایا ہے۔

(۳) فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۹۶ لغایۃ صفحہ ۹۸ مسوخات حرام ہیں۔

(۴) بحار الانوار طبع ایران جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳ و صفحہ ۲۶۵ مسوخات حرام ہیں۔

(۵) من لایحضرہ الفقیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ مسوخات کا کھانا ممنوع ہے۔

(۶) وسائل الشیعہ باسانید کثیرہ جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ حرم رسول الله صلى الله عليه وآله المسوخ جميعاً عن الصادق عليه السلام وفي رواية ثانية حرم ... المسوخ ولحومها ...

(۷) وسائل صفحہ ۲۴۰ عن الرضا عليه السلام في بيان علل حرمة الارنب ... مسخ ... وعيون اخبار الرضا ...

اور دیکھو کتب سنیہ

غیاث اللغات صفحہ ۴۸۹ (مسوخات میں خرگوش کو لکھا ہے) شوم خرگوش زنے بود کہ غسل نکردے۔ تفسیر عزیزی پ ۱ سورۃ البقرہ صفحہ ۲۸۰ خرگوش مسوخات سے ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۱۰۲ ... هاروت وماروت ... الارنب فامرأة كانت لا تطهر من الحيض وهي من المسوخات۔ کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۲۴ باسانید درمنثور وزاد و رواہ ابن ماجہ بمضمون درمنثور۔

حیواۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ ... ذی ناب اور اہل جماعت کے نزدیک مسلم ہے کہ ہر ذی ناب حرام ہے۔ دیکھو مشکوۃ بحوالہ صحیح مسلم و ترمذی و تمام کتب فقہ حنفیہ۔

حیواۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۲۰ خرگوش کو حیض آتا ہے۔ اور وہ گوشت وغیرہ کھاتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ وہ شاخ والے گوشت خور درندوں میں داخل ہے۔

فیض الباری پ ۲۳ صفحہ ۹۲ خرگوش کو حیض آتا ہے۔ و فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۳۶۶ و سنن نسائی مترجم صفحہ ۳۵۳ و ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰ و نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۴۱ و کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۵۱ و سنن ابوداود صفحہ ۹۶۷ میں مترجم وحید الزمان نے لکھا ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے اسواسطے آپ نے کروہ جان کر نہ کھایا۔

بخاری میں جہاں لفظ اَکَلَہا آیا ہے کہ رسول خدا نے خرگوش کو کھایا تو اسی حدیث میں
اسکی تردید موجود ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۶۱ میں یہ تفصیل لکھا ہے۔ مسخ شدہ
صورت مبغوض خدا ہے اور اسکے کھانے کو رسول خدا نے پسند نہیں فرمایا۔ دیکھو کتب سنیہ۔ کنز العمال جلد ۸
صفحہ ۱ باسناد صحیح مسلم و احمد والحرانی و خطیب ابن سعد نیز جلد ۸ صفحہ ۵ بحوالہ ابن جریر والحرانی وابو نعیم
سنن نسائی مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۳ صفحہ ۳۹۔

خرگوش کی حرمت جناب صادق آل محمدؐ سے کتب سنیہ سے بھی ثابت ہے۔

دیکھو سنن ابن ماجہ مترجم وحیدی جلد ۳ صفحہ ۳۹ و صفحہ ۴۰ امام صادق علیہ السلام سے اسکی حرمت منقول ہے
سبل السلام جلد ۴ صفحہ ۱۹۲ میں بروایت رافعی ابو حنیفہ سے اسکی حرمت منقول ہے۔

نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۱۳۲ میں عترت رسول خدا سے خرگوش کی کراہت منقول ہے جو بہ تفسیر دیگر
روایات محمول کراہت تحریمی پر ہوگی۔ بحوالہ نیل الاوطار صفحہ مذکور عبداللہ بن عمرو بن العاص صحابہ میں
سے اور عکرمہ تابعین میں سے اور محمد بن ابی لیلیٰ فقہاء میں سے خرگوش کو مکروہ جانتے ہیں بعض اہل علم
نے خرگوش کھانے کو مکروہ جانا ہے اور کہا ہے کہ اسکو حیض آتا ہے (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴)

کتاب نفحات الانس ملا جامی مطبوعہ بمبئی در ذکر مکارم رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ حکایت پادشاہ چوپان
شیخ نور الدین عبدالرحمن گوید کہ این گوشت خرگوش ہست ہر کسے کہ زدہ است بخورد من نخواہم خورد گفت
چرا گفتم بقول امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حرام ہست و چون یکے از بزرگان آنرا حرام داشتہ است
ناخوردن آن بہتر است۔

نوٹ! جب کتب فریقین سے ثابت ہوا کہ امام صادق علیہ السلام خرگوش کو حرام جانتے ہیں تو
ہم تابعداران اہلبیت علیہ السلام کو اس سے پرہیز واجب ہے۔ اور یقیناً حرام ہے اور مطابق حدیث متواتر
ثقلین کے کسی کا قول برخلاف امام علیہ السلام کے قابل قبول نہیں ہے۔

دفع اعتراض مصنف رسالہ

جن حدیث میں [illegible] اور تشریح دیگر احادیث [illegible]

تحریم الارنب اور لیس بحرام کتحریم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر ومن حرم اللہ
عز وجل الاشیاء والخمر ما مثل بها فی بیوتها وانما الحرام ما حرم اللہ عز وجل فی القرآن
انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ ۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ محرمات
قرآنی میتہ اور خنزیر بمنزلہ اول پر حرام ہیں اور باقی جانور جو کہ نبیؐ نے حرام فرمائے ہیں اسکی وجہ پر حرام نہیں
جو قرآن میں مذکور ہیں بلکہ وہ دوسرے نمبر پر ہیں بمفاد آیت ما اتاکم الرسول فخذوہ وما
نہاکم عنہ فانتہوا الآیۃ اور بمفاد حدیث سیناوی مقدام بن معدیکرب

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا
القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام
فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما حرم اللہ عز وجل
الحدیث رواہ ابو داود والدارمی وابن ماجۃ مشکوۃ باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ ص

اور حدیث شیعہ امامیہ، فی تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۹۳۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کان یکرہ ان یؤکل من
الدواب لحم الارنب والضب والخیل والبغال ولیس بحرام کتحریم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر [illegible]

اس حدیث سے بتصریح ہمارے مدعا کے مطابق ثابت ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہو کہ مردار
اور خنزیر کا حلال سمجھنے والا بالاتفاق کافر ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر قرآن کا منکر ہوا۔ بخلاف اس کے کہ
خرگوش کا سمجھنے والا بالاتفاق کافر نہیں ہے جیسا کہ باقی جانوران کی حلت حرمت مختلف فیہ مذہب
اربعہ میں ہے۔

علاوہ ازیں برخلاف احادیث کثیرہ و برخلاف مذہب متواتر آل [illegible] خرگوش

کی ہو یا کیونکہ روایت کراہت کے مطابق اصول مذہبین کے جو اول رسالہ ہذا میں ہم ذکر کر چکے ہیں شاذ
اور موافق روایات مذہب عامہ اہل تسنن کے متروک العمل ہیں اور انہیں حکم آئمہ کی عین اطاعت ہے
اور حدیث ثقلین کا عین تمسک ہے۔

گوہ اور خرگوش اہل تسنن میں برابر ہے

ضب سوسمار گوہ۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ خرگوش اور گوہ دونوں مسوخات میں داخل
ہیں۔ احادیث الجماعت میں ہر دو کی حلت و حرمت کیلئے الفاظ برابر وارد ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں
کہ حنفیہ ایک کو (خرگوش) انہیں حلال اور دوسرے (گوہ) کو حرام کیوں کہتے ہیں۔

باب خرگوش	باب گوہ سوسمار
الف۔ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا آکلہ ولا احرمہ قیل فلم قال انی انبئت انہا تحیض۔ نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۱۴۲ فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۶ باسناد ابو داؤد و اسحق ابن راہویہ فی سندہ و حیواۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۹ و سنن ابن ماجہ۔ ترجمۃ الحدیث۔ فرمایا رسول خدا نے کہ میں اسکو یعنی خرگوش کو نہ کہاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔ عرض کیا گیا کیوں جواب میں فرمایا کہ اسکو حیض آتا ہے۔ (ب) سنن ابو داؤد مترجم وحیدی صفحہ ۹۹ و کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۵۱ ایک شخص خرگوش شکار کر کے حضرت کی خدمت میں لایا عبد اللہ بن عمر	**الف**۔ روضۃ الندیہ شرح الدرر البہیۃ لسید الصدیق حسن خان صفحہ ۳۰۲ میں صحیح بخاری صحیح مسلم کے حوالہ سے لکہا ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی راوی ہے کہ آنحضرت نبی نے گوہ کہانیکی اجازت دی ہے قال کلوا فانہ حلال یعنی تم اسکو کہاؤ یہ حلال ہے اسیطرح شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ و کنز العمال بروایت طبرانی (ب) اور صحیح بخاری مع الفتح جلد ۹ صفحہ ۳۱۶ میں ہے اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ نبی نے گوہ بریاں کردہ سے ہاتھ اٹھالیا۔ عرض کیا گیا کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن یہ میرے علاقہ میں نہیں ہوتی اسلئے ہاتھ اٹھالیا ہے خالد راوی کہتا ہے کہ میں نے گوہ کا گوشت اپنی طرف کھینچ لیا اور کہایا

کہتا ہے میں رسولخدا کی خدمت میں بیٹھا تھا پس
نبی نے نہ اسکو کہایا اور نہ اسکے کہانے سے منع کیا۔
جابر بن حویرث راوی حدیث کا ثقہ ہے ذکرہ ابن
حبان۔ حیواۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۹۔

ج۔ اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب
خرگوش کے حیض کا ذکر آیا ہے تو رسولخدا نے
خرگوش بریاں شدہ سے ہاتھ اٹھالیا۔ ایک
دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ نے کہایا الضب
الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ لابن حجر العسقلانی۔

شروع کر دیا۔ اور رسول خدا اسکو دیکھتے تھے۔
اسی طرح سنن ابو داؤد مترجم صفحہ ۹۹ میں ہے۔
ج۔ اور اسی صفحہ صحیح مسلم میں حضرت عمر سے
مروی ہے کہا نبی نے گوہ کو حرام نہیں کیا
اور اللہ تعالی بہت لوگوں کو اس سے نفع پہونچاتا
ہے میرے پاس ہو تو کہانے کو تیار ہوں نووی
شارح مسلم کہتا ہے کہ اجمع المسلمون علی
ان الضب حلال لیس بمکروہ الا ما
حکی عن اصحاب ابی حنیفۃ من کراہتہ

یعنی سب مسلمانوں کا گوہ کے حلال ہونے پر اجماع ہے کہ وہ بھی نہیں مگر اصحاب ابو حنیفہ سے اسکی کراہت
منقول ہے۔ اسیطرح حیواۃ الحیوان جلد ۲ لغت ضب نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔ اور صحیح مسلم صفحہ ۱۵۰
اور بخاری مع فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۶ میں ہے رسول خدا سے گوہ کی نسبت کسی نے سوال کیا آپ نے
فرمایا لا اکلہ ولا احرمہ نہ میں اسکو کہاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں اسیطرح تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۵۲
باسناد ابی شیبہ و ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ جلد ۳ صفحہ ۳۰ النہایت صفحہ ۲۴ بلفظ فلم یاکل ولم ینہ
یعنی نہ کہایا اور نہ منع فرمایا۔ اور نہایہ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲ میں ہے کہ حضرت عمر کو گوہ محبوب تھی۔
اسیطرح نیل الاوطار و فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۶ وقال سندہ صحیح اور اس میں رسولخدا کا یہ قول
بھی نقل کیا کہ فرمایا کل یا کلوا بعض اصحاب کو فرمایا کہاؤ۔

(د) اور ضب الرایہ صفحہ ۳۱ میں ہے کہ حدیث گوہ کہانے سے رسولخدا نے منع فرمایا۔ اسکا اسناد
شامی ہے اور وہ اعتراض سے خالی نہیں یعنی حدیث ضعیف ہے۔ باوجود اسکے خالد بن ولید کی حدیث
جو بخاری و مسلم میں ہے کہ میں نے رسول خدا کے روبرو گوہ کہائی اور حضرت نے منع نہ فرمایا اسکی معارض ہے
اور اس کو مالک اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اسیطرح در منثور جلد ۳ صفحہ ۵۲ میں بھی ہے

ترجمہ ابو داؤد مترجم صفحہ ۹۶ میں علامہ وحید الزمان فائدہ میں لکھتے ہیں اس حدیث سے گوہ کی حلت ثابت ہوئی اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے شافعی اور مالکی کا۔ اور بعض نے گوہ کو مکروہ جانا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ اور وہی علامہ ترجمہ سنن ابن ماجہ جلد ۳ صفحہ ۳۰ میں فائدہ لکھتے ہیں کہ گوہ شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک حلال ہے اور اسکی حرمت کی کوئی قوی دلیل نہیں ہے

گوہ کی نسبت حضرت امیر عمر صاحب خلیفہ ثانی کا فتوی

اور عمل

کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۵ میں ہے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نہیں پسند کرتا اگرچہ گوہ کے بدلے مجھے اونٹ ملیں رواہ ابن جریر دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ گوہ کے ایک سوراخ سے دو گوہیں نکلیں۔ رواہ عبد الرزاق وابن ابی شیبہ وابن جریر اور روایت میں ہے کہ فرمایا گوہ مجھے مرغی سے بھی زیادہ پسند ہے ضب احب الی من دجاجۃ رواہ ابن ابی شیبہ اور تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳۳ میں باسناد ابن عساکر مروی ہے کہ کہا۔ ولکن کان امیر المومنین عمر بن الخطاب یشتھیہ ویحبہ [illegible] یعنی حضرت عمر گوہ کے کھانے کی بہت محبت اور اشتہار رکھتے تھے۔ نہایہ ابن اثیر میں لغت [illegible] میں جو حدیث عمر لکھی ہے اس سے بھی انکا عشق گوہ کھانے سے ظاہر ہوتا ہے

نوٹ! کہاں ہو حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے عامل و قائل اور حضرت عمر کے فرمان پر عمل کرنیوالو آؤ اور اس سنت کو عمل میں لاؤ اور گوہ کھا کر ثواب حاصل کرو اور اس سنت کو زندہ کر کے من احیا سنتی کے مظہر بنو (ڈاکٹر صابر عفی عنہ)

ہم تو اپنے امام معصوم علیہ السلام کی اطاعت سے ہر دو جانور حرام جانتے ہیں۔

بجو حلال ہے: خرگوش کھانے سے جناب رسول اکرم نے کراہت فرمائی ہکو تو اہلسنت والجماعت چٹ کر جاتے ہیں اور بجو کو حلال کیا اور کھایا انکو حکم دیا اس سے پرہیز کرتے ہیں

ہم اعتقاد اور [illegible] نزدیک [illegible] ابن ابی عمار سے روایت ہے میں نے جابر بن عبد اللہ سے

پوچھا بجو کو۔ انہوں نے حکم دیا اس کے کھانے کا میں نے کہا وہ شکار ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا ہاں (شافعی اور احمد کا بھی قول ہے) سنن نسائی مترجم صفحہ ۲۵۵ جلد ثانی (الضبع) اور جامع ترمذی مترجم جلد ۲ صفحہ ۳ پر یہی حدیث ہے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے گفتار بجو کھانے میں کچھ خوف نہیں دیکھا۔ یہ قول امام احمد اور اسحاق کا ہے امام مالک کے نزدیک بیشک حلال ہے (المعلم ترجمہ صحیح مسلم صفحہ ۲۰۵۳ دیکھو۔ پھر یہ کہنا کہ بقول تمہارے جو حلال محمد ہے تا قیامت اور جو حرام محمد [illegible]

الباب التاسع فی الصلوۃ

(۳۵) شریعت اسلام میں متفقہ مسئلہ ہے کہ جو مسلمان نماز کو فرض نہ سمجھے اور کلمہ استخفاف نکالے اور دیدہ و دانستہ نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔

(۳۶) قیام ماہ رمضان شریف کا کوئی انکار نہیں۔ جتنے نوافل رات کو پڑھ سکتا ہے پڑھے بھاری ثواب ہے مگر نماز تراویح باجماعت پڑھنا حضرت عمر کی ایجاد اور بدعت ہے خود صحیح بخاری میں اسکو نعم البدعۃ فرمایا ہے اللہ تعالی اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم نہیں اور خود جناب عمر تراویح کی نماز باجماعت نہیں پڑھتے تھے (حاشیہ بخاری کتاب الصیام)

(۳۷) وتر کی نماز سنت ہے واجب نہیں اور واقعی وتر میں ہے دو رکعت نماز شفع اور ایک وتر یہی مذہب علی علیہ السلام ہے۔ دیکھو فلک النجاۃ)

(ب) ایک وتر پر مسلمان کا اجماع ہو چکا ہے (ہدایہ جلد اول صفحہ ۵۲۹ مترجم شرح وقایہ صفحہ ۱۲۵ مینہ طبع ۹۶ میں وتر ایک رکعت ہے۔

(۳۸) قال ابو عبد اللہ من صلی معہم [illegible] صلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فروع جلد اول صفحہ ۲۲۷) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص غیر شیعہ کے پیچھے نماز پڑھے گویا اس نے رسول خدا کے پیچھے پڑھی۔

جواب صابر اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت بخشے کہ خیانت مجرمانہ کرین حدیث کافی مین غیر شیعہ کا لفظ کہان ہے کیون تحریف معنوی کے مرتکب ہو کر اللہ کے نزدیک مجرم بنتے ہو

جبکہ آپ کی نماز حنفی مطابق نماز رسول مقبول صلعم نہین ہے جس مین بسم اللہ بالجہر افتتاح کی دعا، رفع الیدین اور تسبیح کمل دعائے قنوت نہین ارکان پورے نہین تو پھر وہ نماز ناقص ہے اور باطل ہے ہم شیعیان امیر المومنین علیہ السلام ناقص وغیر مکمل خلاف سنت نماز پڑھنے والون کی کسطرح اقتدا کر سکتے ہین واقعی نماز باجماعت کا بڑا ثواب ہے شیعہ مومنین پر واجب لازم ہے کہ اپنے پیش نماز کے پیچھے باجماعت نماز پڑھا کرین اکیلی نماز پڑھنے کی نسبت باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب پچیس نمازون کا ملتا ہے

(۳۹) قال ابو جعفر لا اتكلم الصلوٰة معهم و خلف كل امام (فروع جلد اول ۲۲۵ و ۲۲۴) فرمایا امام باقر نے چھوڑ نماز ساتھ اُن کے یعنی غیر شیعہ کے پیچھے ہر امام کے اگرچہ سنی ہو یا گنہگار ہو یا کافر ہو (ص ۱۰ رسالہ)

جواب صابر ان الفاظ کیساتھ تو مجھے یہ حدیث دونون صفحون پر نہین ملی غیر شیعہ کے پیچھے ہر امام کے اگرچہ سنی ہو یا گنہگار ہو یا کافر ہو۔ یہ آپ کی تحریف معنوی و لفظی ہے۔ "ضرور روز محشر جواب دینا ہوگا" جواب اسکا ابطال الاستدلال مین دیکھو۔

(الف) اگر برائی کیساتھ مخالف پیش آئین تو انکے ساتھ نماز پڑھ لینی جائز ہے گو بعد کو اعادہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ مخالف امام نماز کو جناب معصوم علیہ السلام نے ایک ستون کیساتھ تشبیہ دی ہے نہ حقیقی معنی مین جلد اول ص ۲۲۳ فروع کافی۔ اور جناب امام علیہ السلام نے فرمایا جسکے دین کا وثوق نہ ہو اُس کے پیچھے نماز مت پڑھو (فروع کافی جلد اول ص ۲۲۴)۔

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا فاجر و فاسق کے پیچھے نماز جائز نہین ولا یقتدی الا باهل الولاية یعنی غیر شیعہ کی اقتدا جائز نہین عیون اخبار الرضا ص ۹۹۔

(۴۰) وقال محمد بن جعفر صلی علی خلف فاسق (فروع جلد اول ص ۲۲۳) جواب جناب امیر نے اپنے نماز کا اعادہ کیا۔ اسی حدیث مین ہے خیانت مت کرو کل حدیث پڑھو۔

اگر گزر جائے تو تم راضی ہو گے[a] اور تمہاری تلوار میرے ساتھ ہوگی اور ہمارا ساتھ دو گے مخالف اور منکر کے مقابلہ مین۔ یہ تمام عہد وپیمان عبد الرحمن سے ہوگئے جب سب ہوگیا تو عبد الرحمن نے عثمان کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہ قسم بتاؤ اگر تمہاری بیعت کی گئی تو تم کتاب خدا سنت رسول و سنت شیخین پر عمل کرو گے و نیز عمر کی شرط پر بھی تمہارا عمل ہوگا یعنی یہ کہ تم بنی امیہ کو لوگون پر حاکم تو نہ بنا دو گے؟ عثمان نے کہا مجھے سب شرطین منظور ہین پھر عبد الرحمن نے علی بن ابیطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا کہ مین تم سے عمر کی شرط پر بیعت کرتا ہون اور وہ یہ کہ تم بنی ہاشم کو لوگون کے سرون پر نہ چڑھا دینا کیا تم اس پر

علیہ انک لترضاین وتنصرنی و یکون سیفک معی علی من ابی فاعطوہ ذلک من عہودھم و مواثیقھم۔ فلما تم ذالک اخذ بید عثمان فقال لہ علیک عہد اللہ ومیثاقہ لئن بایعتک لتعملن لنا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسنۃ صاحبیک وشرط عمران لا تجعل احدا من بنی امیہ علی رقاب الناس فقال عثمان نعم ثم اخذ بید علی فقال لہ ابایعک علی شرط عمران لا تجعل احدا من بنی ہاشم علی رقاب الناس

[a] اس مقام کو مورخ طبری اور ابن ابی الحدید نے بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے اس مقام پر اسکا خلاصہ لکھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس شوریٰ کی اصل مطلب عمر کا کیا تھا اور کیونکر یہ سکیم بنائی گئی تھی۔ عمر بن خطاب نے مرتے وقت اہل شوریٰ سے کہا کہ دیکھو اگر تم آپس مین ایک ہوگئے تو خلافت تمہارے ہی اولاد مین رہیگی۔ اور اگر تم مین اتفاق نہ رہا اور تم نے حسد سے کام لیا تو یاد رکھو کہ معاویہ پوری طرح قابض ہو جائیگا۔ سو وقت ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور اس سے کہا کہ دیکھو ابو طلحہ میرے پاس جب تم دفن ہو چکو تو تم انصار کے پچاس آدمی ساتھ لیکر تلوارین لئے ہوئے ان اصحاب شوریٰ کو جمع کرکے تم دروازے پر کھڑے رہنا اور تاکید کرتے رہنا کہ جلدی سے جلد اس معاملہ کو طے کرین اور جو بھی مخالفت ہو اسکی گردن اڑا دو یا اگر تین دن تم رہو اور یہ لوگ طے نہ کرین تو سب کو قتل کر دو۔ اب دیکھئے کہ اصحاب

(۴۱) عورت سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے یہی حکم ہے اس مین یہ فلاطمی ہے کہ سر عورت ہے یا پردہ ذرے سینہ پر مردون کی نظر نہ پڑے۔

(۴۲) فرمایا امام جعفر نے حیض والی عورت سجدہ تلاوت ادا کرے (فروع جلد اول صفحہ ۱۹۹)

جواب شافی اجازت سے تو حرج کیا ہے مذہب حنفی مین ہے کہ حیض و نفاس کی حالت مین دعا کی نیت سے الحمد پڑھے تو جائز ہے (بہشتی زیور حصہ ۲ صفحہ ۲)۔

(۴۳) فرمایا امام جعفر نے نماز مین ہاتھ اٹھانا چھوڑ دو مگر ایک دفعہ وقت شروع نماز یعنی بوقت تکبیر تحریمہ (روضہ کافی صفحہ ۳)۔

جواب صابر - راوی حدیث محمد بن سنان ضعیف اور غیر معتبر ہے۔ علاوہ برین ملائے مارڑوی نے اس حدیث کو حسب عادت پورا نہ لکھا اور خیانت کی مابعد کا ٹکڑا چھوڑ دیا ورنہ جواب تردید اس کی اسی مین موجود ہے اپنے جہال مریدون و مقلدون کو خوش کیا کاٹ کی ہنڈیا الخ دفعہ بھی نہین چڑھتی۔

قال سمعته يقول اذا كبرت في الصلوة الآخرة فلا ترفع يديك الا في افتتاح الصلوة

قال الناس لكن تسمع في صكر بذلك وان المسلمين وان الاحتراز لا ترفع الا في الاولى

روضہ کافی صفحہ ۳۔ زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام مین مذہب حنفی کا رواج تھا۔ ابو منصور عباسی مذہب امامیہ کا سخت دشمن تھا جس شیعہ کو نماز پڑھتے دیکھے فوراً گرفتار کر لیتے اور مار پیٹ کے علاوہ قید کرتے یا قتل کرتے تو جناب صادق علیہ السلام نے انکو علانیہ تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنے سے منع فرمایا تاکہ وہ لوگ مشہور نہ ہون اور پہچانے نہ جائین قید و قتل سے بچ جائین اب بھی جس مسجد مین مسلمان شیعون کو نماز نہ پڑھنے دین یا ان سے تکرار و فساد کرین اور سبب عرق ہو تو رفع الیدین کرنا جائز ہے۔ شور کوٹ و دو بخش پر مسجد مین سوائے حنفیون کے باقی فرقے کے مسلمان کو احناف نماز نہین پڑھنے دیتے دروازہ مسجد پر ممانعت لکھی ہے الخ تو مسلمانون کو ہدایت ہے کہ وہ نماز پڑھ لیا کرین وہی نظر مین منع مساجد ملاحظہ اور دیوبند حاشیہ حمائل مترجم مولوی نذیر احمد دہلوی کا ملاحظہ کرین۔

(۴۴) مذہب شیعہ میں سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا نماز میں منع ہے۔ ورنہ اور ادعیہ کے بعد منع نہیں ہے۔ لہذا امین نہ لینے کا اعتراض مندفع ہے اور یہ بھی بجا و بندہ جی کی کوئی دلیل نہیں

۴۵ شراب کپڑے پر لگے

قال لابی عبد اللہ لا بأس ان یصلی فی ثوب یصیبہ ... [illegible] (فروع جلد اول ص۱۱۳)

فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے کہ کوئی ڈر نہیں کہ نماز پڑھی جائے اس کپڑے میں جس میں شراب لگی ہوئی ہو صرف شراب کا پینا حرام ہے یعنی پلید نہیں (رسالہ ص۱۹)

جواب صابر کاش کہ ملائے آذری دیانت و صداقت و ایمانداری سے کام لیتا اور اپنے مریدوں کو حق بات سناتا۔ حق کو نہ چھپاتا۔ حسب معمول اس پیری و ضعف العمری میں مولوی صاحب نے اللہ کے برگزیدہ مقدس ہستیوں پر تہمت باندھی اور ٹکڑا حدیث کا ہضم کر لیا کاش کہ میدان مناظرہ ہوتا اور ہم پبلک کے سامنے اس حدیث کو رکھ کر انصاف چاہتے۔

ترجمہ۔ حدیث کافی کتاب الصلوۃ ص۲۴۰

"علی بن مہزیار نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن محمد کا خط بخدمت جناب ابو الحسن امام رضا ع پڑھا جس میں لکھا تھا کہ آپ پر قربان ہوں زرارہ ابی جعفر اور ابی عبد اللہ علیہ السلام سے شراب کے کپڑے کے بابت پوچھتا ہے۔ فرمایا کوئی ڈر نہیں کہ اس میں نماز پڑھی جائے۔ شراب کا پینا حرام ہے اور زرارہ کے سوا دوسرا راوی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ جس وقت تمہارے کپڑے کو شراب یا نبیذ (یعنی مسکر) لگ جائے اس کو دھو ڈالو اگر تم اس جگہ کو جانتے ہو اگر جگہ معلوم نہیں تو تمام کپڑے کو دھو ڈالو اور اگر اس کپڑے میں نماز پڑھی جائے تو پھر نماز پڑھو۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں کس فرمان پر عمل کروں تب یعنی دوسری روایت پر عمل کر کے کپڑے کو دھونا چاہیے اور نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔ حدیث کافی فروع کتاب الصلوۃ ص۲۳۹۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جب تمہارے کپڑے پر شراب یا نبیذ مسکر لگ جائے تو اگر تجھ کو شراب کی جگہ معلوم ہے تو اس جگہ کو دھو ڈال اگر معلوم نہیں تو تمام کپڑا دھو ڈال اگر شراب سے لوث کپڑے

میں نماز پڑھ لی جائے تو نماز کو پھر پڑھو یہ ہے پاک مذہب شیعہ اور اس کا حکم۔ کاش کہ مولوی صاحب کی آنکھ بصیرت سے روشن ہوتی۔

مذہب حنفی میں ہے

فاسقوں کے کپڑے جو شراب سے پرہیز نہیں کرتے نجس نہیں ہوتے اصح یہ ہے ان میں مکروہ بھی نہیں۔ ہدایہ جلد اول ص۲۲۶ ترجمہ از حقیقت الفقہ ص۲۲۵ نمبر ۲۳۶۔

نوٹ۔ مولوی صاحب اور اس کے مقلدین سنتے ہو مذہب شیعہ اور مذہب سنی کے مسائل کا مقابلہ کر لو۔

(۴۶) قال ابا عبد اللہ الصلوۃ فی روث ما یؤکل لحمہ جائز (فروع جلد اول ص۱۹) فرمایا حضرت ابو عبد اللہ نے کہ ان جانوروں کے گوبر اور مینگنی میں نماز جائز ہے جو کھائے جاتے ہیں۔

جواب صابر۔ ان الفاظ سے اس صفحہ پر کوئی حدیث نہیں۔ مولوی صاحب نے خود حدیث گھڑی ہے اور تحریف لفظی کی ہے۔

(الف) مذہب حنفی میں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول کریم صلعم نے مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھی (صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور کتاب الوضو پارہ اول ص۹۲) بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھنے کا سرور عالم نے حکم دیا ہے دیکھو صحیح ترمذی مشکوۃ ص۶۳ باب المساجد

(ب) حضرت ابو موسی اشعری نے دار البرید میں جہاں گوبر تھا نماز پڑھی۔ حالانکہ صاف و ستھرا جنگل انکے نزدیک تھا انہوں نے کہا یہ اور وہ دونوں برابر ہیں۔ بخاری مترجم کتاب الوضو باب البول الابل والدواب والغنم پارہ اول ص۹۱

(ج) بول و گوبر ماکول اللحم حیوانات کے پاک ہیں۔ میزان شعرانی جلد اول ص۱۰۲ امام مالک و احمد کے نزدیک۔

(۴۷) فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ادا کیا جائے (فروع جلد اول ص۲۱۵)

جواب صابر۔ مذہب حنفی میں ہے سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے۔ در مختار جلد اول ص۳۳۳ ہدایہ جلد اول ص۶۶ شرح وقایہ ص۱۳۹ ترجمہ از حقیقت الفقہ حصہ دوم ص۱۳۹ نمبر ۳۵۵

عدد اپنے مذہب کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ مودودی وحید الزمان سنی مترجم صحاح ستہ ... [illegible] ... جلد ۲ ... شراب نجس نہیں ہاں حرام ... [illegible] ... دلیل ... [illegible]

الباب العاشر فی الاذان

علی ولی اللہ کا ثبوت

(۲۸) اس کا ہمکو اعتراف ہے کہ من لایحضرہ الفقیہ باب الاذان کی طریقہ اذان صحیح اور اصل ہے۔ باقی رہا اذان شیعہ میں اشہد ان امیر المومنین علی ولی اللہ کا کہنا سو یہ کار ثواب تبرکاً و استحباباً ہے۔ اسکی ممانعت شرعی نہیں۔ ہمارے نزدیک شہادت جزو ایمان ہے جزو قرآن نہیں اور جو من لایحضرہ الفقیہ میں ممانعت ہے وہ از جانب مصنف ہے۔ الفاظ الحدیث غور سے ملاحظہ کریں۔ وہ بھی یہ کہ لیس ذلک فی اصل الاذان اصل اذان میں نہیں اور جزو اصلی سمجھا جائے نہ کہ استحباباً ممنوع ہے اور موضع پر مصنف نے لعن اس سبب سے کیا ہے کہ انہوں نے آمد پر تشنیع کر کے اس بارہ میں احادیث وضع کی ہیں اور نبی صلعم و امام پر افترا کی سزا یہی ہے۔

قرآن شریف میں جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو آیت مباہلہ۔ آیت تطہیر۔ آیت صلواۃ آیت ولایت میں معیت ائمہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہے۔ ساق عرش پر باب الجنۃ۔ لواء الحمد پر بقول سُنی جناب امیر علیہ السلام کا نام نامی لکھا ہوا ہے۔ اور تمام احادیث شیعہ و سُنی میں جناب امیر علیہ السلام کی معیت و فضائل و مراتب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی کا ذکر ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک ہی نور سے پیدا ہوئے اور اصلاب طاہرہ میں ہوتی ہوئی دنیائے جہان میں تشریف لائے پیدائش سے لیکر آخر دم تک جناب امیر سید سرور عالم صلعم کے ہمراہ تمام غزوات و جہاد فی سبیل اللہ میں حاضر رہے۔ جہان ذکر رسول صلعم ہوتا رہا وہان ذکر جناب علی المرتضیٰ بھی ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت ولایت میں آپ کو مومنین کا ولی کر دیا۔

(الف) ترجمہ۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت اور جناب سرور عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے بعد جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث شریفہ میں اپنے ساتھ جناب امیر کا ذکر خیر کیا ہے۔

(ب) حدیث شریف من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے (مشکوٰۃ باب مناقب علی)

(ج) من کنت ولیہ فعلی ولیہ (کنز العمال سُنی جلد ۶ ص ۱۵۴) جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی بھی ولی ہے۔

(د) علی منی وانا منہ وھو ولی کل مومن۔ رواہ الطبرانی وابونعیم کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴ علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔

(ہ) حدیث شریف علی ولی کل مومن بعدی (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴) علی ہر ایک مومن کا میرے بعد ولی ہے۔

(و) حدیث شریف انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴) وہ مجھ سے اور میں اس سے وہ تمہارا سردار میرے بعد ہے۔

(ز) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اسری بی الی السماء دخلت الجنۃ ورأیت فی ساق العرش الایمن مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان کی طرف لے گئے تو میں بہشت میں داخل ہوا اور میں نے عرش کے داہنی طرف لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسکی مدد و نصرت علی سے کی گئی ہے

(ح) مکتوب فی باب الجنۃ قبل ان یخلق السموات والارض بالفی سنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹)

(ط) مکتوب علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام (کنز العمال ص ۱۵۹) ترجمہ دروازہ جنت پر

کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً اخو رسول اللہ۔ زمین اور آسمان کی پیدائش سے
ہزار سال پہلے لکھا ہوا ہے۔ کذا فی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد دوم ص۲۴۵۔ کہ اسکو سوائے
نفوس قدسیہ کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(ی) کتاب شیعہ احتجاج طبرسی ص۸ پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے جس وقت عرش کو پیدا کیا تو اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین لکھا
اسیطرح کرسی۔ لوح محفوظ۔ زمین کے طبقات۔ چاند و سورج اور حضرت امین وحی جبرئیل علیہ السلام کے
پروں پر لکھا۔ اس کے آخر میں جناب امام علیہ السلام نے فرمایا فاذا قال احدکم لا الٰہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین جب تم میں سے کوئی کلمہ شہادت و توحید پڑھے چاہئے
وہ کہے علیؑ امیر المومنین پس ان احادیث سُنی و شیعہ سے ثابت ہوا کہ کلمہ شریف کیساتھ شہادت و
ولایت امارت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام مستحب ضروری و لازمی ہے اگرچہ اصل اذان کے
کلمات میں یہ کو نقل نہیں کیا گیا مگر تطبیق احادیث شیعہ و سُنی اسکا پڑھنا کم از کم مستحب ضروری ہے کیونکہ
فلیقل امر کا صیغہ ہے تو مومن کیلئے جب شرط شہادت توحید و رسالت موجود ہوگی تو یہ جزاء
بھی موجود ہوگی۔

عراق عرب۔ حجاز۔ ملک شام۔ و بیت المقدس۔ مصر اور اسلامی ممالک میں مؤذن اذان
میں اشہد ان محمد رسول اللہ کیساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہدیتا ہے۔ حالانکہ یہ درود جزو اذان
نہیں مگر تبرکاً و استحباباً جائز ہے۔ یہی ہیں کلمہ علی ولی اللہ کا کہنا کار ثواب جائز ہے اسمیں کوئی عیب نہیں

(ک) محدث مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح ستہ اپنے ترجمہ صحیح بخاری احمدی پریس
لاہور پ۱۶ حاشیہ ص۱۰ کتاب المغازی پر تحریر فرما گئے ہیں "سبحان اللہ حضرت علی کی شجاعت و بہادری
کا کیا کہنا۔ ولید کو اسطرح مارا۔ پھر جنگ خندق میں عمرو بن عبدود بڑے پہلوان کو قتل کیا جنگ خیبر میں
مرحب کو جو یہودیوں کا بڑا نامور سپاہی تھا جنگ صفین میں معاویہ کے غلام حبشی کو جس نے حضرت علیؑ
کے غلام کو مارا تھا خود جا کر قتل کیا غرض حضرت علی شجاعت یلانہ اور قوت رستمانہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے

اس کے ساتھ زہد و تقویٰ اور علم باطن میں تمام اولیاء اللہ کے سردار تھے اس لئے آپ کو شاہ ولایت کہتے
ہیں ایک رافضی اذان میں کہنے لگا اشہد ان علیاً ولی اللہ بعض لوگوں نے اس پر فساد کرنا
چاہا میں نے یہ کہا تم اس کلمہ پر کیوں ناراض ہوتے ہو میں تو اس سے بڑھکر کہتا ہوں اشہد ان
علیاً امام الاولیاء۔ ہر چند یہ کلمہ اذان میں آنحضرت سے ماثور نہیں اسوجہ سے بدعت ہوگا۔ لیکن
فی نفسہٖ اس کا مضمون صحیح ہے کہ جب کوئی کہے اشہد ان علیاً ولی اللہ تو ہم کہینگے صدقت و
بررت بل ہو امام الاولیاء و قدوۃ الاصفیاء و امیر المومنین و یعسوب الصالحین
رضی اللہ عنہ انتہیٰ کلامہ"۔ مولوی صاحب غور کرو!!

(ل) **حدیث شیعہ** میں ہے کہ ایک بلخی شخص نے توحید باری تعالیٰ کی جناب امام رضاؑ
کی زبانی سُنکر یہ کلمہ شہادت پڑھا اور امام علیہ السلام نے سُنا۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمد الرسول اللہ و
ان علیاً وصی رسول اللہ (اصول کافی ص۴۹)

(م) حدیث شیعہ۔ اصول کافی ص۲۷۵ کتاب الحجۃ سطر ۱۳ پر ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ
نے فرمایا۔

انا اول اہلبیت نوہ اللہ باسمائنا انہ لما خلق السموات والارض امر
منادیا فنادی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ثلاثاً اشہد ان محمد الرسول اللہ
ثلاثاً اشہد ان علیاً امیر المومنین حقاً ثلاثاً۔ ترجمہ! ہم اول اہلبیت ہیں کہ اللہ
نے جب زمین و آسمان پیدا کئے تو منادی کو ندا دی کہ وہ ہمارے نام کو ندا کرے اس نے
تین بار اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور تین بار اشہد ان محمد الرسول اللہ اور تین بار اشہد ان علیاً
امیر المومنین حقاً کہا

(ن) **حدیث ولایت سُنی**۔ حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو

واء الحمد کی تعریف اور اسکی کیفیت سے آگاہ فرمائیے۔ فرمایا اس کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر ہوگا اور اس کا ستون سرخ یاقوت کا اور اسکا قبضہ سفید موتی کا اور اسکا پھریرا سبز زمرد کا ہوگا اسکے تین گیسو ہونگے ایک گیسو مشرق میں ہوگا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا وسط دنیا میں لٹکے اوپر تین سطرین لکھی ہونگی پہلی سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہوگی ہر سطر کا طول ہزاروں کے راہ کے برابر ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے سچ فرمایا اب فرمائیے اس علم کو کون اٹھائیگا فرمایا اسکو وہ اٹھائیگا جو دنیا میں میرا علم اٹھاتا ہے یعنی جناب علی ابن ابیطالب علیہما السلام جس کا نام اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کی پیدائش کے پہلے لکھا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے سچ فرمایا اب یہ فرمائیے کہ آپکے اس علم کے سایہ میں کون لوگ ہیں فرمایا مومنین اولیاء اللہ خدا اور رسول و جناب علی کے پیروکار مددگار پس اونکا حال اچھا ہے اور جو علی کے باب میں جھٹلائے اسکو عذاب ہے۔ مودۃ القربی سید علی ہمدانی شافعی مودت ششم نمبر ۲۳ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۳ سبط ابن جوزی و ثبوت خلافت حصہ اول ص ۲۱۹ ۔

الباب الحادی عشر فی حالات الائمۃ

الکرام والصحابۃ العظام

(۴۹) قال الاحول لزید بن علی بن الحسین الائمۃ افضل ام الانبیاء قال بل الانبیاء۔ اصول کافی ص ۱۵۵ ۔ احول نے جناب زید سے پوچھا کہ آیا ائمہ افضل ہیں یا انبیاء فرمایا انبیاء۔

جواب صابر۔ اصول کافی ص ... پر یہ عبارت نہیں ہے۔ بیشک حضرت زید شہید انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں۔ آئمہ کا حال صحیح آپ سے معلوم نہیں ہوسکتا۔

(۵۰) فرمایا امام جعفر صادق نے اگر الارض روئے زمین پر صرف دو انسان باقی

رہ جائیں تو ان میں ایک امام ہوگا۔ اصول ص ۱۵۱ ۔

جواب صابر۔ اسکا جواب ص ... پر موجود ہے لو لم یبق فی الارض الا رجلان لکان احدھما الحجۃ اگر روئے زمین پر صرف دو انسان باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت یعنی امام مہدی آخر الزمان ہوگا اور یہی حدیث اہلسنت کی حدیث مہدی کے مطابق ہے۔

(۵۱) قال عمار سألت ابا عبد اللہ من الامام یعلم الغیب فقال لا۔ اصول کافی ص ۱۵۸ ترجمہ۔ عمار کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ امام غیب جانتا ہے آپنے فرمایا نہیں۔

جواب صابر۔ اللہ تعالی مولوی صاحب کو ہدایت دے کہ وہ [illegible] کیا کریں مابعد کا حصہ حدیث دیدہ و دانستہ چھوڑ دیا افسوس ہے؟ پوری حدیث اس طرح ہے۔

عن عمار الساباطی قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الامام یعلم الغیب فقال لا ولکن اذا اراد ان یعلم الشیء اعلمہ اللہ ذلک (اصول کافی ص ۱۵۸)

ترجمہ۔ عمار ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امام غیب کا علم جانتا ہے۔ فرمایا نہیں اور لیکن جس وقت کسی چیز کے علم کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو علم دیتا ہے۔ اور علم غیب ہو جاتا ہے۔

قولہ نمبر ... [illegible] ... ثابت ہو جائیگا۔ اور حدیث ترمذی غائب ہونگی مرآۃ العقول جلد اول ص ۱۹۳ میں ہے کہ مجہول ہے۔ اور علامہ ... نے نقل و مابعد اس حدیث کا حسب عادت ستر و کے چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ جواب ... بھی ظاہر ہو جاتا۔ دوسری حدیث جو مذکور ہے اس سے بھی جواب نکلتا ہے یعنی امام جس چیز کو معلوم کرنا چاہیں خدا انکو آگاہ کر دیتا ہے۔ اگر کوئی امر کچھ وقت کسی مصلحت کیلئے مخفی رکھا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ... والی حدیث میں جو امام علیہ السلام غضبناک باہر نکلے اور آکر مجلس

تین ہی جماعت کو جس نے توبیخ فرمائی جس نے امام کو قتل ۔ تب غلام الغیوب سمجھا اور ایسے غالیوں کی تردید فرمائی تاکہ لوگوں کا اعتقاد فاسد دور ہو۔ اسی مصلحت و تردید عقائد فاسد کیلئے اگرچہ سربستہ علم جاریہ مخفی رکھا گیا ہو تو نہایت مفید ثابت ہوا ہو گا۔ اسی حدیث میں اس قصہ کے بعد اپنے خاص صحابی سے خاص مجلس میں فرمایا آصف بن برخیا کو علم بعض کتاب کا حاصل تھا تو لے تخت بلقیس طرفۃ العین میں لا دیا اور ہم کل کتاب کے عالم ہیں ہمارے علم کی کیا حد ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا یہ کلام لونڈی کے بارے میں محض غالی لوگوں کے صلاح اعتقاد کیلئے فرمایا۔

(۵۲) قتل کیا امام حسین علیہ السلام کو عبید اللہ پسر زیاد نے لعنت کرے اسکو اللہ جبکہ یزید پسر معاویہ خلیفہ تھا لعنت کرے اس کو اللہ اس۔ روایت سے ثابت ہوا قدما شیعہ یزید پر خلیفہ کا لفظ بولتے تھے اور اسکی سلطنت کو خلافت کہتے تھے۔ الوافی ۳۲

جواب صابر۔ یزید پلید ملعون خلیفہ کہلاتا تھا اور اس زمانہ کے مسلمان اسکو خلیفۃ المسلمین کہتے تھے جیسا کہ منافقین مسلمان کہلاتے تھے۔ لفظ خلافت دو جگہوں پر مستعمل ہے خلافت راشدہ و خلافت غصبیہ اسیطرح خلفاء الراشدین و خلفاء الغاصبین خلیفہ کا لفظ عادل و منصف جانشین و حقدار پر بولا جاتا ہے اور یہی لفظ ظالم۔ جابر۔ غاصب خلیفہ پر بھی عائد ہو سکتا ہے۔ جیسے اصحاب الجنۃ و اصحاب النار امام ہدایت۔ امام ضلالت۔ ہم یزید پلید کو ملعون و ظالم و جابر و فاسق خلیفہ مانتے ہیں۔ دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۶۵ الولید بن یزید الخلیفۃ الفاسق۔

(۵۳) جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو قوم یزید نے یہ ارادہ کیا کہ لاش مقدس کو گھوڑوں سے پامال کریں پس ناگاہ ایک شیر آ گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ بدن مبارک شہید کربلا پر رکھ دیئے۔ قوم دشمن شیر کو دیکھ کر واپس ہو گئی۔ اصول کافی ۲۹۶۔

جواب صابر۔ اس پر کونسا اعتراض ہے یہ شان امام مظلوم علیہ السلام ہے کہ لاش مبارک محفوظ رہی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم۔

۵۴ قال اللہ تعالیٰ رحماء بینھم | ترجمہ! جو لوگ نبی کے ساتھ ایمان لائے ہیں (مہاجرین انصار۔ اہلبیت وغیرہ وغیرہ) آپس میں سلوک رکھنے والے ہیں۔

جواب صابر۔ یہ آیت وافی ہدایہ تمام مہاجرین و انصار کیواسطے نہیں۔ کیونکہ تاریخی واقعات بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف ثابت کرتے ہیں کہ مہاجرین و انصار نے اہلبیت رسالت سے نہایت ہی بدسلوکی کی اور آپس میں عناد و بغض رکھا۔ سب سے اول سرور عالم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا خاص کر حضرات اصحاب ثلاثہ محروم رہے۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلافت ظاہری سے محروم رکھا۔ فدک و خمس بار ہا چھینا گیا۔ جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ کے مکان جنت نشان کو آگ لگانے کی دھمکی دی گئی اور بیعت کے واسطے جبر کیا گیا۔ قتل کے منصوبے باندھے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ و حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو حضرت عثمان نے پٹوایا۔ ابوذر غفاریؓ جلاوطن کئے گئے۔ قرآن شریف جلایا گیا۔ صحابہ کبار ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے رہے۔ ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص نے ایک دوسرے کو کلب و حمار کہا۔ عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان کا بائیکاٹ رہا۔ سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمار یاسر سے ترک ملاقات کی۔ طاؤس طابعی نے وہب بن منبہ سے بول چال چھوڑ دی۔ جناب سیدہ معصومہ نے حضرات شیخین سے آخر دم تک بائیکاٹ رکھا اور ان کو اپنے جنازہ پر آنے سے منع کیا۔ جناب بی بی عائشہ نے بی بی حفصہ سے ملاقات و ترک کلام کی۔

جناب بی بی عائشہ اور حضرت طلحہ و زبیر نے امام برحق و قرآن ناطق خلیفہ اللہ و حجت اللہ شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے جنگ جمل کی۔ جناب بی بی عائشہ نے حضرت عثمان کو برا کہا اور فتویٰ قتل دیا۔ مہاجرین و انصار نے اتفاق کر کے حضرت عثمان کو قتل کرایا اور ان کو مسلمان کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ معاویہ بن ابوسفیان ہمیشہ جناب امیر علیہ السلام سے لڑا جھگڑا۔ جنگ صفین میں مقابلہ کیا اور جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت رسالت پر نماز جمعہ میں سب و شتم و لعن کرتا رہا اور لوگوں سے کراتا رہا۔ جس نے انکار کیا اسکو قتل کرایا۔ معاویہ نے حضرت حجر بن عدی اور ان کے ہمراہی

چھ صحابہ کرام سمیت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو شہید کیا اس جرم میں کہ انہوں نے حضرت علی پر سب و شتم نہ کیا۔ معاویہ نے حضرت مالک اشتر صحابی کو زہر سے شہید کیا۔ اور حضرت محمد بن ابوبکر کو شہید کر کے انکی لاش مبارک کو گدھے کی کھال میں ڈالکر آگ لگا دی جس پر جناب بی بی عائشہ ہمیشہ معاویہ کو کوستی رہی۔ دیکھو فلک النجاۃ و ثبوت خلافت حصہ دوم۔ اصحاب ثلاثہ و آئینہ مذہب سنی عقد الفرید ذہبی۔ کامل۔ طبری۔ امامت والسیاست۔ مسلم و تاریخ اسلام وغیرہ۔

پس ان واقعات سے صاف ثابت ہے کہ آیت شریف رحماء بینہم ان مہاجرین انصار کے حق میں نہیں بلکہ خاندان نبوت و اہلبیت رسالت و مومنین مخلصین کی شان میں ہے۔ جو دنیا میں صابر و شاکر اور مظلوم ہو کر رہے آپس میں محبت رکھی خود ستائے گئے مگر انہوں نے کسی کو نہ ستایا نہ کسی پر تعدی کی۔

(۵۵) قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض (قرآن شریف) خدا تعالیٰ نے خلفاء اربعہ کو یکے بعد دیگرے خلیفہ بنایا۔

جواب صابر۔ اس آیہ شریفہ کا وعدہ بقول اہلسنت والجماعت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ نبوت میں پورا ہو چکا کہ حجاز عرب وغیرہ میں تمام مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کو تمکین دین ہوئی اور خوف جاتا رہا اور بقول شیعہ کے اعتبار کامل ظہور وعدہ الہی جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں ہوگا۔ جیسا کہ وعدہ آیہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا بھی اسی وقت پورا ہوگا۔ **جواب** مفصل کیلئے دیکھو فلک النجاۃ جلد اول ص۵۰۹ و ابطال استدلال ص۶ خلافت حصہ اول و رسالہ رفع الاختلاف عن آیہ استخلاف سہیل میں۔

۵۶ قال علی علیہ السلام قد بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوھم علیہ (نہج البلاغہ)

جواب صابر۔ یہ خط بطور استدلال و اتمام حجت بمسلمات خصم ہے معاویہ منکر خلافت راشدہ کو بتایا گیا ہے کہ جس قوم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی بیعت کی تھی اسی قوم نے میری بیعت کی ہے

لیکن ان کی خلافت کو تم نے تسلیم کیا اور میری بیعت سے انکار کی کیا وجہ ہے۔ دیکھو فلک النجاۃ ص۲۴۶ ابطال الاستدلال ص۹۔ ایمان ثلاثہ۔ ثبوت خلافت حصہ دوم بوارق موبقہ ص۱۰۔

(۵۷) قال علی علیہ السلام للہ بلاد فلان ای ابی بکر او عمر (نہج البلاغہ)

جواب دیکھو ابطال الاستدلال ص۱۳ و بوارق موبقہ جواب تحفہ اثنا عشریہ۔

۵۸ بیعت مرتضوی علیہ السلام

جب لوگوں نے ابوبکر کے ساتھ بیعت کی تو امیر المومنین اپنی بیعت لینے سے بند ہوئے کس وجہ کر اس وجہ کر کہ لوگ مرتد ہو جائیں یعنی یہ خوف تھا کہ میں خلافت کا دعوی کروں تو لوگ مرتد ہو جائینگے اسوجہ سے آپ نے اپنا دعوی خلافت کا پوشیدہ رکھا اور مجبوراً خود بیعت کرلی اسواسطے کہ کوئی مددگار آپ کو نظر نہ آیا (روضہ ص۱۳۹)

جواب صابر۔ جناب مولوی صاحب ٹڈوی کو اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے کہ وہ تحریف لفظی و معنوی سے باز رہیں اور حق کو چھپائیں جو فعل بالجبر والاکراہ کرایا جائے یا کیا جائے وہ صحیح خوشی و رضامندی کا نہیں ہوتا۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعوی خلافت ہمیشہ کیا اور بقول بخاری و مسلم چھ ماہ تک بیعت نہ کی۔ ہمیشہ اپنے حقوق جتاتے رہے۔ حضرات شیخین کو حق پر نہ جانا ان کو سخت و سست کہا اور شوری کے وقت سیرت شیخین سے انکار کیا۔ دیکھو خطبہ شقشقیہ نہج البلاغہ ابطال استدلال ص۱۴۳ ثبوت خلافت حصہ دوم فلک النجاۃ۔ بوارق موبقہ ص۲۳۶ و ص۲۴۷ و ص۱۱۳ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر صحیح بخاری باب الف۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص۲۰۲ تاریخ کامل جلد ۲ ص۲۲۷ و ص۲۶ ابطال استدلال ص۱۴۲ تا ص۵۹ و تواریخ اسلام۔

(۵۹) قال علی علیہ السلام اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الناس یبایعون ابا بکر فی ظلۃ بنی ساعدۃ بعد ما یختصمون (روضہ کافی ص۱۶۰) ترجمہ! فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے خبر دی تھی مجھے رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جب میں رحلت کروں گا لوگ ابابکر کے ساتھ بیعت کرینگے بنی ساعدہ کے سایہ کے نیچے بعد جھگڑنے کے

جو مہاجرین و انصار میں واقع ہوئی تھی - الیٰ آخرہ (رسالہ ۲۲)

جواب صابر سبحان اللہ - مولوی صاحب اڑدی کو اہلبیت رسالت سے کتنا بغض و عداوت ہے کہ ہمیشہ فرمان امام معصوم میں کاٹ چھانٹ کرتے ہیں جو حدیث پیش کی سب ادھوری - کاشکہ دیہاتی مولوی صاحب اسی حدیث کو مکمل لکھتے تو حق ظاہر ہو جاتا اور باطل شرمندہ رہتا -

حدیث کافی طویل ہے خلاصہ عرض کئے دیتا ہوں - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ کا جھگڑا ہو رہا تھا اور جناب امیر علیہ السلام غسل و کفن رسول میں مصروف تھے میں نے جناب امیر علیہ السلام کو اس معاملہ کی خبر دی آپ نے فرمایا پہلے ابوبکر سے کس نے بیعت کی اوس نے کہا کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے عصا کو تکیہ لگائے ہوئے آیا جسکی پیشانی پر سجدہ کے نشانات تھے اس نے بیعت کی اور الحمد للہ پڑھا کہ شکر ہے کہ میں اس دنیا سے نہیں چلا گیا جب تک میں نے تمکو اس مقام پر نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تو سمجھا ہے وہ کون تھا میں نے کہا نہیں مگر اتنا مجھے اس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وفات رسول اکرم پر خوش ہے - آپ نے فرمایا وہ وہ ہے جس کی رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی جب خم غدیر کے دن اعلان ہوا تھا ولایت کا - ہر حاضر کو غائب تک حکم پہونچانیکا حکم ہوا تھا تو اسدن یہ بڑا غمناک تھا اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ جب گزر جائیگے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ ابوبکر سے بیعت کرینگے تو اول ان میں جو بیعت ابوبکر کریگا وہ ہی ہو گا جو ایک بوڑھے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوگا الخ -

مولوی صاحب اس حدیث کو غور سے پڑھو اور اپنی پارٹی کو سناؤ -

(ب) دعویٰ خلافت کیواسطے مذہب شیعہ کی طرف سے ہزاروں کتابیں چھپ چکی ہیں دیکھو فلک النجاۃ و ثبوت خلافت حصہ دوئم و ابطال استدلال -

(۶۰) قال النبی علیہ السلام ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک فقالت من انباک هذا قال نبانی العلیم الخبیر (تفسیر صافی) نصیحت الشیعہ -

جواب صابر یہ ایک پیشینگوئی ہے کہ ابوبکر خلیفہ بن بیٹھیگا - جیسا کہ آنحضرت صلعم نے زمانۂ فتن کے فتنہ و فسادات کی خبریں دی ہیں یہ نص خلافت نہیں - جیسے جناب امیر علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ ان لوگوں کے دلوں میں تیرے ساتھ بغض و کینے ہیں - جو میرے بعد ظاہر کرینگے اور یہ لوگ دنیا کو پسند کرینگے - اور ماں کو محبت سے کہا ہے کہ تم مصائب دنیا پر صبر کرنا اور شہادت حضرت عمار یاسر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی اور حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی کی پیشینگوئی فرمائی اور تیس دجالوں کی خبر پہونچائی کہ ہر ایک دجال نبوت کا دعویٰ کریگا - جناب بی بی عائشہ کو فرمایا - ایک بی بی کو کتے حواب کے چشمہ کے بھونکیں گے - حضرات اصحاب ثلاثہ کی بھی پیشینگوئی ہی سمجھنی ہے کہ وہ خلیفہ برحق سے برگزیدہ ہو کر خود خلیفہ بن بیٹھیں گے -

سنو اور سوچو اگر حضرت اصحاب ثلاثہ حقیقی خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے اور منصوص من اللہ ہوتے تو خاندان نبوت و اہلبیت رسالت ان کا ہرگز انکار نہ کرتے - ان مطلبان تطہیر پاک و مقدس جماعت - نورانی مخلوق کا خلافت ثلاثہ سے انکار کرنا ان کی عدم صحت و خلافت کا بدیہی ثبوت ہے -

(ب) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے منبر پر بندر کودتے ہیں جسکی تعبیر حکومت بنی امیہ کی گئی - ابطال استدلال ص ۱۳۵ -

(ج) حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۷۹ مطبوعہ نولکشور میں اس حدیث کے الفاظ ذیل ہیں حضرت فرمود کہ راز آنست کہ ابوبکر بعد از من بجور خلیفہ خواہد شد - آنحضرت صلعم نے فرمایا راز وہ ہے کہ ابوبکر میرے بعد ظلم سے خلیفہ ہوگا -

۶۱ شوریٰ قال علی انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلک للہ رضی (نہج البلاغت)

مہاجرین و انصار کا شوریٰ معتبر ہے پس جمع ہو کر اگر ایک شخص کو امام اور خلیفہ نام رکھیں تو اللہ کی اس میں رضامندی ہے -

جواب صابر اصل جواب اس کا سوال نمبر ۵۸ میں آچکا ہے یہ عبارت اسی خطبہ کا ٹکڑا ہے فرمان جناب امیر المومنین صحیح و برحق ہے اسی شوریٰ کے فرمان سے تو ہم خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ سے انکار ہے کیونکہ کسی خلافت پر بھی شوریٰ کامل نہیں ہوا اور پورا انتخاب الکشن کا طریقہ نہیں برتا گیا سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کو صرف حضرت عمر نے چوری چوری بیعت فلتہ سے خلیفہ مقرر کیا جبکہ خاندان رسالت بنی ہاشم تجہیز و تکفین رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کو وصیت کر کے اور پروانہ لکھکر اپنا جانشین بنایا اسوقت بھی شوریٰ نہ ہوا اور حضرت عثمان کیوقت بھی شوریٰ کامل نہ ہوا صرف چھ شخصوں میں ہیچ در ہیچ انتخاب ہا اور وہی امیدوار تھے مہاجرین و انصار کو انتخاب کرنے اور اپنے ووٹ دینے کا موقع نہ دیا گیا حضرت عثمان کو انکے بہنوئی عبد الرحمن بن عوف نے خلیفہ کر دیا اور آخر افضل سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو محروم کر دیا جنکو فرمانا پڑا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون مفصل دیکھو فلک النجاۃ حصہ اول و ابطال استدلال صفحہ ۹ اور ثبوت خلافت حصہ دوم مصنفہ ذاکر صابر۔

(۶۲) وکان افضلھم فی الاسلام ... الخلیفۃ الصدیق و ... الخلیفۃ ... فی الاسلام عظیم شرح میثم جزو ۳۱ نصیحت الشیعہ۔

جواب صابر! دیکھو ابطال استدلال صفحہ ۱۴ لغایۃ صفحہ ۳۶ آپنے نصیحت الشیعہ سے تو نقل کی گر روشنی روضیحت الشیعہ پر نظر نہ پڑی ورنہ آپ کی آنکھ روشن ہو جاتی اور لفظ کما زعمت دکھائی دیتا جسکو عمداً بوجہ ... ترک کیا گیا ہو اور عقاد معاویہ ہے یہ عقاد بکلم

۶۳ عن الصادق قال ... (تفسیر قمی)

جواب صابر! اگر تمام عبارت لکھتے تو آپکا پول ظاہر ہو جاتا دیکھو ابطال استدلال ۸۶ میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب رسول کریم صلعم کو جادوگر خیال کیا تھا جبکہ کشتی کا معجزہ دکھلایا گیا اور دیکھو حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ مطبوعہ نولکشور۔ اور رسیل متین "قدح مدح"

(۶۴) فرمایا امام جعفر صادق نے کہ آواز دیتا ہے آواز دینے والا آسمان سے علی الصباح کہ علی اور اس کے شیعہ فتح مند ہیں اور بعد زوال کے آواز دیتا ہے کہ عثمان اور اس کے تابعدار فتح مند ہیں۔ روضہ کافی صفحہ ۱۴۶۔

جواب صابر! ایک آواز رحمانی ہے دوسری غیر رحمانی روضہ کافی صفحہ ۹۹ پر ایک آواز حق دوسری باطل ہے مفصل دیکھو ابطال استدلال صفحہ ۹۵ آواز دینے والے دو الگ الگ ہیں دوسری آواز دجال کی ہے

(۶۵) بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... علی الاخری لعثمان فقال المسلمون یطوبی لعثمان الخ۔ روضہ کافی صفحہ ۱۵۱۔

جواب صابر! اس بیعت اور معاہدہ میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو پابند کیا جو آخر کار بیعت پر قائم نہ رہے۔ بیعت کو بیعت اسی لئے کہتے ہیں ۔

(۶۶) فان رتنا ... واحد ... الاسلام ... فی الاسلام بالله والتصدیق ... نہج البلاغت۔

جواب صابر! جناب امیر علیہ السلام ظاہراً شہادتین میں معاویہ کو مسلمان سمجھتے تھے مگر اسکی قلبی تصدیق اور ایمان کامل کے قائل نہ تھے۔ معاویہ کے مذمت وبے ایمانی میں دیوان علی اور نہج البلاغت میں کئی خطبات و فرمان مرتضوی موجود ہیں۔

(ب) اصح التواریخ تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۰ و صفحہ ۳۷ مطبوعہ مصر و تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ برحاشیہ مروج الذہب جلد ۵ صفحہ ۲۳۵ اور تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۸۶ والامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری جلد اول صفحہ ۹۰ و صفحہ ۱۵۱ و نور الابصار وغیرہ کتب سنیہ میں ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ اور اسکی پارٹی کے حق میں فرمایا۔

... لا تعلمون ...

یہ لوگ نہ صاحب دین ہیں اور نہ اصحاب قرآن ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن مجید میں کیا ہے مفصل دیکھو منا ظرہ امجدیہ جلد ثانی۔

(ج) نہج البلاغت ص۱ میں معاویہ کو جناب امیر علیہ السلام نے برُے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ دیکھو فلک النجاۃ ص۲۶۔

(۶۷) قال ابو جعفر قلت اطلبت الروحۃ علا بدن قال الشیخ افطل القی الثلث جمر دفقال اما علمت ان الاھوۃ اطلبت العورۃ (فروع جلد ۲ ص۱)

جواب صابر! حلیۃ المتقین ص۱۳۲ میں تشریح موجود ہے کہ حمام میں جناب امام محمد باقرؑ نے نورہ لگایا اور غلام کو باہر کر دیا پھر ازار اتار کر ناف سے زانو تک خود لگایا۔ کیونکہ حمام میں ننگا ہو کر نہانے سے احتیاطاً منع فرما چکے تھے۔ اسی صفحہ پر احادیث دیکھو یہ نہیں کہ لوگوں کے سامنے ایسا کیا کمال احتیاط ہے کہ اکیلے بھی مکان مسقف میں بھی حتی الوسع ستر عورت کا خیال رہا۔

۶۸ قال ابو عبد اللہ النظر الی عورۃ الکافر کالنظر الی عورۃ الحمار (فروع جلد ۲ ص۱)

جواب صابر! یہ حدیث مجہول ہے قابل سند نہیں عورت الکافر کے الفاظ حدیث میں نہیں مولوی صاحب کو افترا اعلیٰ الائمہ میں ملکہ کاملہ ہے۔ قرآن شریف کا فرمان ہے۔

قولہ تعالیٰ ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا (پ ۱۹ الفرقان ص۳ حمائل شریف)

مطلب یہ کہ کفار کو چونکہ ستر عورت کا خیال نہیں ہوتا اگر اتفاق اس پر نظر پڑ گیا ہو تو خود منہ پھیر لو ایسا سمجھو جیسے گدھے وغیرہ حیوانات ہیں۔ (سہیل جلد اول جب بات نہیں سکتا تفصیل جواب لکھو)

(۶۹) فرمایا ابو الحسنؑ نے کہ دبر تو پوشیدہ ہے بند یوں سے پس پوشیدہ کر تو قبل کو دونوں ہاتھوں سے (فروع جلد ۲ ص۲)

جواب صابر۔ یہ حدیث مجہول ہے عن بعض اصحابنا راوی چھوٹے ہوئے ہیں اگر مجہول نہ بھی مانیں تو جب ستر عورت کے واسطے وقت غسل کوئی چیز نہ ملے تو ہاتھ سے ڈھانپ لیں یہ حدیث حمام کے واسطے ہے۔ اور باب الحمام میں ہے۔ مذہب پاک شیعہ کا یہاں تک حکم ہے کہ حمام میں اگر اکیلا ہو تو بھی کپڑا باندھ کر نہائے ننگا نہ نہائے اور کوئی شخص ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھے۔ حتی الوسع ستر عورت کی تاکید ہے۔

بھلا پاخانہ و پیشاب جماع اور اس کے لیے غسل کے وقت کہاں تک ستر عورت ممکن ہی ایسے ہی وقت کا حکم یہاں بیان ہوا ہے۔ علامہ بزدوی کے اقوال مذہب دیکھو تو معلوم ہو کہ برہنگی تمہارے مذہب میں خوب ارزاں ہے۔

(ب) مذہب حنفی کی کتاب کبیری شرح منیہ ص۲۱۳ میں ہے کہ ستر عورت صرف قبل و دبر ہے اور حنفی کے نزدیک اگر صرف قبل پر ہاتھ دھر کر نماز پڑھ لے تو جائز ہے کبیری ص۱۹۷۔

(ج) نماز گریبان کی طرف سے شرمگاہ کو دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ درمختار جلد اول ص۱۹۰ عالمگیری جلد اول ص۹۹ حقیقۃ الفقہ ص۱۵۹۔

(د) اپنا ستر عورت کے دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ہدایہ جلد اول ص۲۱۲ حقیقۃ الفقہ حصہ اول ص۱۵۷۔

(ہ) دبر یا ذکر یا فوطے چوتھائی سے کم کھل جائیں تو نماز جائز ہے شرح وقایہ ص۹ منیہ ص۶۹

جواب اعتراض (۷۰) ہم کو اعتراض ہے کہ ڈاڑھی رکھنا اور مونچھیں نہ بڑھانا یہ شعار اسلام ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت کرے کہ وہ اسلام کے پابند رہیں مگر فرقہ سنیہ کا ہر ایک صحابی کی ڈاڑھی منڈی جبکہ حضور نے حکم دیا

(۷۱) فرمایا امام باقرؑ نے گدھے کے گوشت سے حضور علیہ السلام نے خیبر میں اس واسطے منع فرمایا کہ لوگوں کی سواری ہے حرام وہ چیز ہے جس کو خدا نے قرآن میں حرام کیا یعنی گدھا حلال ہے۔ فروع کافی کتاب الاطعمہ ص۹۸۔

جواب صابر۔ اسی ص۹۸ پر گدھے کے گوشت کی حرمت کی چند احادیث موجود ہیں مولوی صاحب کی شاید نظر نہ پڑی خرابی قسمت۔ سنو!

قال سالتہ عن لحوم الخیل وقال لا تاکل الا ان تصیبک ضرورۃ ولا لحوم الحمر الاھلیۃ وقال وفی کتاب امیر المؤمنین انہ منع اکلھا

راوی نے کہا کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھوڑے کے گوشت کے واسطے پوچھا فرمایا مت کھا جب تک کہ سخت ضرورت نہ پڑے اور گھریلو گدھے کو بھی مت کھا اور کتاب امیر المؤمنین نے اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(ب) ابن سکان سے روایت ہے کہ مین نے گدھے کے گوشت کھانیکی بابت پوچھا فرمایا ہکو جناب رسول کرم نے خیبر کے دن کھانیسے منع فرمایا اور پھر مین نے گھوڑے اور خچر کے گوشت کھانیکے واسطے پوچھا فرمایا رسول اللہ صلعم نے ان سے بھی منع فرمایا الکوحت کیا وجبکہ کہ سخت الیجاری وہ منطلرا ہو۔ فروع کافی جلد ۲ جزو ۲ ص ۹۵ کتاب الاطعمہ۔

(ج) مذہب سُنی کتاب اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ ترجمہ اُردو جلد ۲ ص ۳۲۵ پر ہے۔ غالب بن الجبر روایت کرکے بیان کیا کہ ایکمرتبہ قحط پڑا اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ مین اپنے گھر والون کو کھلاتا صرف چند گدھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالے ہوئے گدھے کا گوشت حرام کردیا تھا لہذا مین آپ کیخدمت مین گیا اور مین نے کہا ہم طرح کی قحط سالی ہے اور آپنے گدھے کا گوشت حرام قرار دیا ہے تو آپنے فرمایا کہ فربہ گدھون کا گوشت کھلا دو مین نے صرف ان گدھون کا گوشت مکروہ قرار دیا ہے جو بستی کے گرد گھومتے ہون۔ انتہی بلفظہ۔ بولو صاحب سنتے ہو کس مذہب مین گدھا حلال ہے۔

(۷۲) یہ متفقہ مسائل ہین اور ہکو اعتراف ہے کہ دل وغیرہ ساز گھر مین کتا بغیر ضرورت محافظت و شکار کے اور تصاویر رکھنا۔ مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا لباس پہننا حرام ہے

۷۳ - رافضی

قال ابو عبد اللہ لا قال یقولون انا نسمیکم الرافضۃ ان اللہ تعالی سماکم

(الرافضۃ بل اللہ سماکم ـ روضہ کافی ص ۱۳) ترجمہ۔

ابو بصیر نے جناب امام جعفر سے کہا کہ لوگ ہکو رافضہ نام رکھتے ہین امام صاحب نے فرمایا کہ تمہارا نام اللہ نے رافضہ رکھا ہے یعنی تمہارے واسطے مبارک ہو کہ اللہ کی طرف سے تمکو یہ لقب ملا ہے پھر ناراضگی تمہاری گویا اللہ پر ناراضگی ہے۔

جواب صابر۔ رفض کے معنی ترک کرنیکے ہین چونکہ ہمارے فرقہ نے آپکے خانہ ساز خلفاء کو ترک کردیا اور دامن آل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکڑا لہذا آپ ہکو رافضی کہنے لگے ؎

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہین ؎

ان کان رفضا حب آل محمد فلیشھد الثقلان انی رافضی

ترجمہ۔ اگر محبت آل محمد سے انسان رافضی بنجاتا ہے تو دونون جہان گواہ رہین کہ مین رافضی ہون در حقیقت اس لفظ رافضی مین ہماری مدح ثابت ہوتی ہے کہ ہم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو نہ مانا اور ان کو خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ جانا اور جنہے خاندان نبوت و اہلبیت رسالت کو قتل کیا اور دشمنان آل رسول سے تبرا کیا اس لئے ہمارا نام رافضی رکھا گیا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ یہ نام خدا کا رکھا ہوا ہے اسکا ثبوت بھی امام معصوم نے اسی حدیث مین دیدیا مگر آپنے حسب عادت ان تمام عبارتوں کو حذف کرکے تھوڑی سی عبارت اپنے مطلب کے موافق بچھانٹ لی۔ **سُنو!** (اس رفض کا جواب سبیل کی گذشتہ جلدون مین دیکھو)

جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ رافضہ مین نے کہا۔ ہان۔ فرمایا خدا کی قسم یہ نام انہون نے نہین رکھا بلکہ یہ نام خداوند عالم نے رکھا ہے کیا تم نہین جانتے اے ابو محمد کہ ستر آدمیون نے فرعون اور اسکی قوم کو ترک کردیا جب ان کو فرعون کی گمراہی معلوم ہوئی اور ان لوگون نے جناب موسیٰ کی پیروی کرنی شروع کی۔ اور ان سے متمسک ہوئے کیونکہ انھین جناب موسیٰ کا مذہب پسند آیا۔ لہذا لشکریون نے انھین لفظ رافضہ سے پکارا کیونکہ انہون نے فرعونی مذہب کو ترک کردیا تھا یہ لوگ رافضہ سب سے زیادہ عبادتگذار سب سے زیادہ حضرت موسیٰ سے محبت کرتے تھے اور ہارون کو چاہتے تھے اور انکی ذریت کو لہذا خدا نے وحی کی جناب موسیٰ کو کہ اس نام کو توریت مین ثبت کردین کیونکہ اس نام سے مین نے تسمیہ کیا ہے پس اے محمد یہ نام موسیٰ نے توریت مین ثبت کیا تو لوگون نے شرک کو ترک کردیا اور خیر کا ساتھ دیا الی آخرہ۔ پس رافضی سے ہم خفا نہین ہوسکتے۔

(۷۵) ہان، جناب امیر علیہ السلام نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی حکومت مین بہت سے مقدمات کے فیصلے فرمائے جب صحابہ کرام کو مشکلات کا سامنا ہوا۔ اسلام اور بانی اسلام کی عزت رکھ لی کیونکہ وہ باب العلوم نبوت اور امام الزمان تھے۔ حجت اللہ و منصوص و مامور من اللہ تھے۔ اسلئے حضرت عمر بنی الامی کے سبب فرمایا کرتے تھے لولا علی لھلک عمر اور ... اگر

علی علیہ السلام نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوتا اور ہم سے زیادہ قاضی نج علی المرتضیٰ ہیں اسمین جناب امیرؑ
کی مدح و تعریف ہے اور ثابت ہے کہ خلیفہ رسول مقبول وہ ہو سکتا ہے جو عالم علم لدنی اور سب سے افضل ہو
ثانی ۔ باہم منازعات فی مابین تو اس کیواسطے تمام کتب اسلام بھری پڑی ہیں ۔ اور تاریخ اسلام شاہد ہیں
کہ انکا سلوک اچھا نہیں تھا ۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ ۔

(۷۶) حضرت مولا مرتضیٰ نے معم فارس میں امیر عمر کو مشورہ دیا کہ آپ لشکر جرار روانہ
کرو اور آپ قطب بنجاؤ کہ قطبا ہو تو قطب (رسالہ)

جواب صابر ۔ یہ فرمان مرتضوی صحیح ہے ۔ چونکہ زمانہ نبوت میں دیکھ چکے تھے ۔ کہ جناب عمر
جنگ میں بہادر نہیں ۔ جنگ احد ۔ جنگ حنین ۔ جنگ خیبر ۔ جنگ ذات السلاسل وغیرہ سے ہمیشہ
بھاگتے رہے اور جنگ خندق میں عمر بن عبدود کے مقابلہ میں خود نہ نکلے نہ اوروں کو جرات دلائی ۔
اور اپنے زمانہ خلافت میں کوئی ملک کوئی شہر کوئی گاؤں بنفس نفیس فتح نہ کیا ۔ کہیں جہاد پر جاتے تو
مدینہ منورہ کی چار دیواری میں وہ گھماتے رہے اسواسطے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جنگ
پر نہ جائیں ایسا نہو کہ شکست ہو اور آپ بھاگ کر مدینہ میں آکر سانس لیں مسلمان شرمندہ ہوں
اسلام بدنام ہو ۔ آپ قطب یعنی ایک جگہ بیٹھے رہنے سے کچھ نہ کچھ ڈر رہے گا ۔ تفصیل اس جواب کی
ابطال لاستدلال میں دیکھو ۔

(۷۷) اگر بقول محشی حضرت ابو حنیفہ صاحب کوفی رحمۃ اللہ علیہ ۔ شاگرد امام جعفر صادقؑ
ہوتے تو آپ اپنا مذہب جاری نہ کرتے ۔ امام معصوم علیہ السلام کی پیروی کرتے اور آپ سے مناظرہ و
مجادلہ نہ کرتے ۔ اور امام ہمام علیہ السلام آپ کو یہ نہ فرماتے کہ اے ابو حنیفہ قیاس مت کیا کرو ۔
اگر امام ابو حنیفہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کوئی مسئلہ دریافت کر لیا یا کسی مسئلہ
میں شاذ و نادر موافقت ہو گئی تو اس سے ہم مذہبی کلی ثابت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ جناب امام برحق سے
ہر مذہب کے لوگ مسائل پوچھتے تھے ۔ حتی کہ دہریہ ۔ زندیق ۔ خارجی ۔ ناصبی وغیرہ بھی اگر محتاج ہوتے
یا آزمائشی طور پر آکر پوچھتے تھے کیونکہ وہ امام زمانہ اور مامور من اللہ و وارث اسلام تھے ۔ اس واسطے

ہدایت و صراط مستقیم دکھانا آپکا فرض تھا ۔ اور بعض اوقات بغرض رفع فساد مذہب سائل کو اس کا
جواب فرما دیتے تھے ۔

(۷۸) روی ان الحسن صالح معاویہ (حاشیہ تہذیب مکاتب ص ۱۰۲)
روایت ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ سے صلح کر لی تھی ۔

جواب صابر ۔ جسطرح جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں مجبور
ہوکر کی اور جسطرح جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مصلحت جانکر معاویہ بن سفیان سے
صلح کی اور تحکیم منظور کی اسیطرح جناب امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلح کی مگر معاویہ
اس صلح کی شرائط پر پابند نہ رہا آخر حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا دیا ۔ دیکھو مناظرہ
المجدیہ اور فلک النجاۃ ۔

(الف) سبب وفات سیدنا امام حسن علیہ السلام ۔ علمائے کرام اہلسنت و الجماعت
عموماً اور مولوی صاحب بالخصوص خصوصاً معاویہ بن ابو سفیان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور
اسکو بچانا چاہتے ہیں ۔ مگر ان کے متقدمین تو خود جناب امام حسنؑ جگر گوشۂ رسول کی وفات
کا سبب محض عداوت معاویہ بیان کرتے ہیں **سنو!!**

امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے آپکو زہر پلایا اور وہ زہر تھا جو چپکے سے معاویہ نے
جعدہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اگر تو کسی حیلے سے حسن کو قتل کر دے تو میں تجھے اس کے عوض میں
ایک لاکھ درہم دونگا اور اپنے بیٹے یزید سے تیری تزویج کردونگا ۔ یہ وہ بات تھی جس نے جعدہ کو زہر خورانی
پر آمادہ کر دیا ۔ (مروج الذہب مسعودی جلد ثانی مطبوعہ مصر ص ۴۳ تاریخ سنی)

(ب) ابوالفرج نے روایت کی ہے کہ حسنؑ شہید مسموم ہوئے ۔ اور معاویہ نے چھپا کے زہر
امام حسن اور سعد بن ابی وقاص کو دیا ۔ تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مصر ص ۱۸۳ فلک النجاۃ جلد اول ۔
ثبوت خلافت حصہ دوم دیکھو ۔

(ج) معاویہ نے اس قرۃ عین بتول ثمرۂ قلب و ریحانۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام کی وفات پر اظہار مسرت کیا جس کی پیروی بنا ولایت وامیہ آج تک فرقہ اہلسنت کرتا ہے۔ اور اسکو صحابی اور مجتہد مانتا ہے۔ دیکھو اور آنکھیں کھولو۔

جب معاویہ کو حسن کی خبر موت پہونچی تو بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے سجدہ شکر کیا یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہونچی جو شام ہی میں تھے آپ معاویہ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔ معاویہ نے کہا کیوں ابن عباس حسن کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباس نے کہا ہاں اور یہ کہہ کے کئی بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور یہ بھی کہا کہ اے معاویہ میں نے سُنا کہ تو نے بڑی خوشی منائی۔ خدا کی قسم حسن کی موت نے تیری زندگی میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور نہ اُنکے جسم نے تیری قبر کی جگہہ گھیری یہ کہکے ابن عباس نے ایک چیخ ماری اور رونے لگے۔ (کتاب مُسنی الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۴۳)۔ دیکھو فلک النجاۃ جلد اول ذکر معاویہ۔

(۷۹) **اعتراض**۔ امام مذہب کی روایت ہے کہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام امیر معاویہ سے ضیافت لے لیتے تھے (تہذیب ص ۲۰)

جواب صابر: ا) غصب شدہ مال سے جو بغیر کوشش وجہد ملگیا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ یہ ان بزرگواروں کی جدی وراثت اور ملکیت تھی۔ حق جعفر رسید تہذیب الکلام کے حاشیہ پر صاف لکھا ہے کہ مومنین جو جنگ صفین میں شہید ہوئے اُن کی اولاد کو معاویہ نے انعامات دینے بند کر دیئے تھے۔ اسلئے جناب حسنین علیہ السلام اُن کی اعانت کیلئے معاویہ سے مال لیکر اولاد مومنین شہداء کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معاویہ و حسنین الشریفین علیہما السلام کا اتحاد یا قلبی محبت و یگانگی ثابت نہیں ہوتی معاویہ کی دشمنی اہلبیت رسالت وخاندان نبوت کا درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے جس پر کئی مستقل کتابیں موجود ہیں۔ دیکھو کتاب فلک النجاۃ۔ ثبوت خلافت حصہ دوم فیصلہ حقانی۔ ایمان الامامت۔ مناظرہ احمدیہ۔ معاویہ سب کرتا تھا۔

(الف) صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸ میں ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے سعد بن ابی وقاص کو سب گالی دینے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ کیا چیز تمکو ابو تراب کے سب کرنے سے منع کرتی ہے سعد نے کہا

کہ مین ہرگز حضرت ابی تراب (علی علیہ السلام) کو گالی نہین دون گا ..... دیکھو خصائص نسائی و ابن ماجہ مترجم۔

(ب) تاریخ ابو الفداء ص۱۹۶ پر ہے کہ معاویہ و اسکے عاملین حضرت عثمان کیلئے جمعہ کے دن خطبہ مین دعا کرتے تھے اور حضرت علی کو گالیان دیا کرتے تھے۔ جب اُس نے مغیرہ کو کوفہ کا والی بنایا تو وہ بھی بہ تعمیل حکم معاویہ کے یہی عمل کرتا رہا۔ دیکھو طبری جلد ۴ ص۱۸۸ ابو الفدا جلد اول ص۲۱۲ تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۳۳۔

(۸۰) اعتراض سُنّی۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہین کہ امیر عثمان نے یزدجرد بادشاہ کی ایک لڑکی امام حسنؑ کو اور ایک لڑکی امام حسینؑ کو بخشدی تھی۔ اور وہ دونون انکے پاس فوت ہوئین۔ تہذیب باب النکاح برحاشیہ ص۲۲۶۔

جواب صابر! یہ اصل متن مین نہین حاشیہ پر کسی نے حاشیہ چڑھایا ہے اور خبر واحد شاذ ہے کسی تاریخ شیعہ و سنی مین نہین دکھایا گیا۔ یہ مخالف جملہ روایات فریقین ہے اس لئے قابل حجت نہین مفصل دیکھو ابطال استدلال۔

(۸۱) **سلام علیکم!** کہنا شعار اسلام ہے اور طریقہ مسنون مگر یا علی کہنا ناجائز ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور دیگر نفوس مقدسہ کو وسیلہ پکڑنا معصیت ہے بلکہ محض امر کی۔ اور تحفہ یا علی مدد مومنین کا ایک امتیازی نشان ہے تاکہ مخالف و موافق کا پتہ لگ جائے۔ اور یا علی مدد سے توسل و برکت و طفیل و ذریعہ جناب شیر خدا مولا مشکل کشا مراد ہے اس مین کوئی شرک بدعت نہین کیونکہ اللہ کے حکم و اذن سے وہ مشکلکشائی پر مامور ہین۔ جناب رسول اکرم صلعم نے خیبر سے جناب علی م کو مدد کیواسطے پکارا تھا دیکھو مدارج النبوۃ کا نسخی باب خیبر جب شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا رٹنا جائز ہو سکتا ہے تو امام الاولیا کا توسل ہر طرح جائز ہو سکتا ہے۔ مفصل دیکھو کتاب بہشت ص۲۵۵

(۸۲) **برکت قرآن شریف!** فرمایا امام جعفر نے کہ قرآن پڑھنے سے مان باپ کے عذاب کم ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے والدین کافر بھی ہون۔ تشریح مگر یہ قول قرآن کے صریح مخالف

ہے کہ قال اللہ تعالیٰ لا یخفف عنھم العذاب ۔ اُصول ص ۲۴۱

جواب صابر! (الف) یہ حدیث ضعیف ہے جو قابل حجت نہیں دیکھو مرآۃ العقول شرح کافی جلد ۲ ص ۵۳۲ ۔

(ب) حسب قانون مسلمہ ما من عام الا وقد خص بغرض تسلیم حدیث آیت لا تخفف سے وہ افراد مستثنیٰ ہیں گے جنکی اولاد صالح قرآن ہو ۔

(ج) مشکوٰۃ شریف سُنّی میں ہے کہ قاری قرآن کے والدین کو قیامت کے روز تاج پہنایا جائیگا ۔ اس میں کافر اور مومن کی کوئی تخصیص نہیں ہے وہ لوگ مراد ہیں جنکے بیٹے صالح و قاری قرآن ہوں ۔ نوشیروان عادل و حاتم طائی کو بباعث سخاوت تخفیف ملیگا ۔ ابو لہب کافر کو ولادت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوئی کہ اس نے اظہار مسرت و خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا ۔ اور تخفیف بھی ایسی نہ ہوگی کہ عذاب سے نکالے جائیں مشرکین وجہ سے انیس ہو جائے تو کیا بعید ہے ۔ بیٹے کا لحاظ باپ کے سبب سے قرآن میں مذکور ہے ۔ وکان ابوھما صالحا ۔ تفاسیر سُنّیہ ملاحظہ ہوں ۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے چاہے گنہگاروں کو بخشدے اور نیک اور صالح لوگوں کو تھوڑی سی لغزش پر عذاب کرے جیسے بلعم باعور کو کر دیا ۔ یہیں ہمارے عقائد ہیں لیکن ضعیف ایسے ہم پر حجت نہیں ۔

(۸۳) منصور کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر کو کہا کہ کیا باعث ہے کہ آپ مجھے مسئلہ کا جواب دیتے ہیں اور اگر دوسرا شخص وہی مسئلہ پوچھے تو آپ اور جواب دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم آئمہ لوگوں کو کمی و بیشی سے جواب دیتے ہیں (ہماری عادت ہے کہ ہر ایک کو خوش کرتے ہیں) پس میں نے عرض کیا آپ خبر دیں کہ جناب محمد کے اصحاب محمد پر سچ کہتے تھے یا جھوٹ فرمایا کہ اصحاب نبی کے حضور پر سچ کہتے تھے تشریح اس روایت سے بخوبی واضح ہو گیا کہ آئمہ کرام اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور سچا مانتے تھے ۔ (اصول ص ۳۷)

جواب صابر! حسب معمول دیہاتی مولوی صاحب نے دیدہ و دانستہ حدیث کا مابعد حصہ چھوڑ دیا ہے جس میں جواب ہے ۔ اور تحریف معنوی و لفظی کی ہے ۔ سنو!

منصور کہتا ہے !!

قال قلت فما بالهم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل كان يأتي رسول الله فيسأله عن المسألة فيجيبه فيها بالجواب ثم يجيبه بعد ذلك ما ينسخ ذلك الجواب فنسخت الاحاديث بعضها بعضا

(اصول کافی ص ۳۶)

یعنی بعض احادیث بعض کی ناسخ ہوتی ہیں کسی نے حکم منسوخ کا ذکر کیا دوسرے نے ناسخ کا اس لئے جواب مختلف ہو جاتے ہیں اور یہی سبب ہے اختلاف معلوم ہوتا ہے

(ب) اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آئمہ کرام علیہم السلام سب صحابہ کو سچا اور عادل سمجھتے تھے اصحاب النبی میں منافق ۔ مولفۃ القلوب و مومن تھے قرآن شریف گواہی دیتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرہ ۔ اور حدیث شریف میں ہے ان فی اصحابی منافقین (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۹۵) (مسند احمد حنبل جلد ۵ ص ۸۳) (فلک النجاۃ ص ۱۱۰) اور قرآن میں سورہ منافقین موجود ہے ۔ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح اصحابی بدری خواہر زادہ حضرت ابوبکر نے جناب بی بی عائشہ پر تہمت لگائی ان پر حد قذف لگائی گئی ۔ کچھ صحابی شرابی اور زانی تھے جن پر حد قائم ہوئی ۔ جیسے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ ۔ مفصل دیکھو فلک النجاۃ اور مناظرہ احمدیہ جلد ثانی ۔ لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ سب صادق اور مومن نہ تھے ۔

(۸۴) قال زرارة [illegible] ابا عبد الله [illegible]

[illegible] (اصول کافی ص ۳۷) زرارہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر نے ایک شخص کو ایک جواب دیا اور دوسرے شخص کو اسی مسئلہ کا جواب دوسری طرح دیا میں نے کہا کیا فرمایا آپ نے ہمارے واسطے بہت اچھا ہے تشریح ۔ اس واسطے کہ تقیہ کا فرض اگر امام ادا کریں تو اور کون کرے ۔ الخ

جواب صابر! کاش مولوی صاحب کو کچھ ایمان اور دیانت کا خیال ہوتا ۔ اور وہ

خوف خدا اور رسول کو مدنظر رکھتے یا صداقت تحقیق حق کی غرض ہوتی تو متکلم کے مفہوم کو نہ بگاڑتے اور احادیث کے الفاظ میں تحریف نہ کرتے۔ مولویصاحب نے احادیث کا مفہوم خود بنا کر حدیث گھڑ لی ہے کیونکہ احادیث کے یہ الفاظ نہیں ملتے۔ حالانکہ مطلب صاف ہے کہ مختلف عقائد کے لوگ مثلاً سنی۔ حنفی۔ وہری۔ شیعہ۔ خارجی۔ زندیق مسائل پوچھنے کیواسطے آتے تھے آپ انکو اُن کے عقائد کے موافق جواب دیتے تھے۔ فرض کرو کہ ایک حنفی اور ایک اہل حدیث امام معصوم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور وہ سوسمار کی حلت و حرمت کی بابت سوال کرتا ہے۔ تو جناب امام علیہ السلام اسکو اہلحدیث کے عقیدہ کے موافق سوسمار کا کھانا جائز بتلاتے ہیں اور حنفی کو ناجائز فرماتے اسمیں تقیہ کی کونسی بات ہے۔ یہ تو امام علیہ السلام کی اعلیٰ علمی قابلیت کا معیار ہے کہ کل علوم کے ماہر تھے۔

(۵۸) ظہور المہدی علیہ السلام

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اُنکا قائم ہونے سے پہلے غائب ہوگا۔ میں نے کہا کیوں امام صاحب نے فرمایا کہ قتل کے خوف سے اور وہی امام منتظر مہدی ہوگا اور اسکی پیدائش میں شک ہوگا۔ بعض کہیں گے کہ باپ اسکا لاولد فوت ہوا اور بعض کہیں گے کہ باپ کے مرنے سے پہلے دو سال پیدا ہوا (اصول ص۲۱۰)

جواب صابر!! (الف) ظہور المہدی علیہ السلام کیواسطے تمام اہلسنت و الجماعت و اہل التشیع کا اتفاق ہے سوائے فرقہ احمدیہ کے اور کوئی منکر نہیں۔ مگر بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ پیدا ہو چکے اور بعض کہتے ہیں کہ اب پیدا ہوں گے۔

بہت سُنی مورخین قائل ہیں کہ اُن کی ولادت ہو چکی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حکم و مشیت سے غائب ہیں۔ جب خدا کا حکم ہوگا ظاہر ہوں گے۔ صواعق محرقہ فارسی ص۴۲۱ پر ہے (امام حسن عسکری) "در سال شہر سُرمن رای وفات یافت و نزد پدر خود علی نقی مدفون گشت عمرش بست و ہشت سال بود ہیچ فرزند نداشت غیر ابو القاسم محمد حجت کہ در آن وقت وفات پدر پنجسالہ بود ولیکن در آن سن خدا تعالیٰ حکمت بوے ارزانی داشتہ و او را قائم و منتظر میگویند۔ بعضے گویند بواسطہ آن کہ در آن

شہر غائب شد و کس ندانست کہ کجا رفت الخ

(ب) شیخ العلامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی سُنی اپنی کتاب مطالب السؤل میں فرماتے ہیں۔ ابو القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن حسین الزکی بن علی بن ابی طالب علیہم السلام المہدی الحجۃ الخلف الصالح المنتظر۔ آپ بضعۃ الرسول سیدہ علیہا الصلوٰۃ والسلام روحی لہا الفداء کی نسل سے ہیں سُرمن رائے میں ۲۵۸ھ میں ولادت ہوئی۔

(ج) عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی اپنی کتاب الیواقیت و الجواہر میں فرماتے ہیں۔ اُسوقت خروج مہدی کی امید ہے اور وہ فرزند امام حسن العسکری ہیں ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔

(د) ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی السنی الشافعی اپنی کتاب کفایۃ الطالب والبیان فی اخبار صاحب الزمان میں اس کے قائل ہیں وانہ ہو الامام المنتظر اور امام حسن العسکری کا فرزند ہی امام منتظر ہے۔

(ہ) الشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ السُنی المالکی اپنی کتاب فصول المہمہ میں فرماتے ہیں ذکر ابی القاسم الحجۃ والخلف الصالح ابن ابی محمد الحسن الخالص ہو الامام الثانی عشر الخ۔

(و) الفقیہ الواعظ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قز علی بن عبد اللہ البغدادی الحنفی سبط ابو الفرج عبد الرحمن الجوزی تذکرہ خواص الامۃ میں بعد ذکر حالات امام حسن عسکری اور ان کی ولاد کے لکھتے ہیں سنہ ھ۔ ح۔ م۔ د۔ ہو م۔ ح۔ م۔ د بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام۔

(ز) ذیل کی کتب سُنیہ میں ولادت حسب و نسب۔ و ثبوت غیبت و دلائل امامت ...

منتظر مہدی علیہ السلام کا مفصل ذکر ہے۔

لوائح الانوار۔ شواہد النبوۃ جامی۔ فصل الخطاب خواجہ پارسا۔ کتاب اربعین ابو الفتح۔ مناقب آئمہ اہلبیت شیخ عبدالحق دہلوی۔ روضۃ الاحباب۔ تاریخ ولادت و وفات آئمہ اہلبیت۔ براہین ساباطیہ۔ ہدایت السعدا۔ کنز العمال۔ مرآۃ الاسرار صوفی مکاشفات علی اکبر۔ شرح شمائل ترمذی ابن روزبہان۔ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی۔ شرح الدائرہ صفدی۔ درۃ المعارف شیخ عبدالرحمان بسطامی۔ قصیدہ ذات الانوار عامر بصری۔ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی۔ اسعاف الراغبین۔ کتاب مناقب خطیب مکی وغیرہ۔ ان کتابوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام غائب کے اعتقاد میں صرف شیعہ ہی منفرد نہیں بلکہ اکثر اہل سنت و الجماعت بھی اس اعتقاد میں شریک ہیں اور جملہ احادیث و روایات و اقوال علماء میں من حیث المجموع نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ خبر ولادت و غیبت و وجود امام صاحب العصر و الزمان مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام متواترات میں سے ہیں از روئے دیانت اسلامی کسی طرح انکار ممکن ہی نہیں۔ اس کا انکار گویا معظم احادیث نبویہ و روایات و تحقیقات علماء و مکاشفات عرفاء و اولیاء و اقطاب کا انکار ہے۔ علمائے محققین کی بڑی تعداد اسی کی قائل ہے اور اہل کشف و معرفت میں سے تو شاذ و نادر ہی کوئی وجود و غیبت کا منکر ہو اور اکثر مشائخ اہلسنت و اہل کشف خدمت امام مہدی علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ نور ہدایت کیا ہے۔ غرض حق حقیق یہی ہے کہ امام مہدی موعود اہلبیت رسول مقبول و ذریت جناب علی و سیدہ بتول سے ہیں اور وہ محمد بن الحسن العسکری حجۃ المنتظر ہیں۔ مفصل دیکھو الصراط السوی فی احوال المہدی۔ مؤلفہ مولوی سید محمد سبطین صاحب۔

دوم۔ اعتراض!! امام عمر بھر غائب رہا تو حجت کہاں اور احسان کیا

جب حضرات شیعہ امام مہدی کی جسم مشہور دکھلانے سے عاجز ہوئے تو آئمہ کرام کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ امام آخر الزمان تو دشمنوں کے خوف سے غائب ہو گئے۔ صفحہ ۳۲ رسالہ۔

جواب صابر!! واضح ہو کہ امام مہدی علیہ السلام کی غیبت بہ سنت انبیاء و سنت

الٰہی ہے کہ جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور جس سے انکار اصل دیانت اسلام سے انکار ہی ہو تو ایمان بالغیب کی صداقت تیقن ہی کرتے ہیں۔ ایمان بالغیب ضروری ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں کہ جو چیز نظر نہ آئے۔ اس کے وجود سے انکار کر دیا جائے دیکھو اللہ تعالیٰ جل شانہ غائب ہے اور وہ نظر نہیں آتا کیا انکار الوہیت لازم ہے۔ دوزخ بہشت فرشتے۔ ساتوں آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح محفوظ حور العین۔ اجرام فلکی۔ مشتری و مریخ کی آبادی۔ کراماً کاتبین۔ منکر نکیر۔ جراثیم ہوائیہ و انسانیہ یہ سب غائب ہیں اور دکھائی نہیں دیتے۔ کیا ان کے وجود سے انکار کر دیا جائے گا۔ کارخانہ الٰہی غیب میں اپنا کام کر رہا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہونچا رہا ہے۔ شیطان غائب ہے نظر نہیں آتا۔ جنات غائب ہیں سمندر اور دریاؤں میں لاکھوں جانور ہیں مگر نظر نہیں پڑتے کیا سب کا انکار کیا جائے۔ جناب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور پر نور قریب قیامت ہوگا۔ پہلے آپ قیامت قائم ہوتی دکھلا دیں ہم بھی آپکو دیدار فیض آثار جناب امام آخر الزمان علیہ السلام کرا دینگے اور ضرور دکھا دینگے

(ب) حضرت ادریس۔ حضرت خواجہ خضر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اصحاب کہف چہل ابدال۔ موجود اور سب غائب ہیں۔ کیا انکا وجود نہیں ہے۔

(ج) یہ بھی سنت اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے اپنے انبیاء و مرسلین علیہ السلام کو بچایا اور ان کو چند مدت کے واسطے غائب کر دیا۔ حضرت ادریس۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت زکریا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت صالح۔ حضرت یونس علیہم السلام ایک مدت تک مخفی و غائب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

حضرت یوسف اپنے قبیلہ اور قوم باپ بھائیوں سے چالیس سال غائب رہے۔ تین دن کنوئیں میں رہے چند سال قید خانہ میں باقی مدت ملک مصر میں رہے جناب نبی آخر الزمان سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تین روز تک غار ثور میں دشمنوں کے خوف سے غائب رہے۔

ہر زمانے میں غیبت حجت اللہ سے سچے اور جھوٹے لوگوں میں تمیز ہو گئی ہے۔ اور اس سے ان کے ایمان کا امتحان لیا گیا ہے جو سچے تھے۔ زمانہ غیبت و زمانہ شدائد میں ویسے ہی مومن

ہے جیسے کہ زمانہ ظہور میں اور جو منافق اور ضعیف الاعتقاد تھے ان غیبات و شدائد مصائب کے زمانہ میں مرتد ہو کر دین سے خارج اور مومنین سے جدا اور ممتاز ہو گئے۔ (الصراط السوی)

پس اس حالت اور اس امتحان اور اس غیبت کا وقوع امت محمدی کیلئے نہایت ضروری ہے اور یہ وہ سنت الٰہی ہے جسمیں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی ضرور اس امت میں بھی حجت اللہ کے لئے غیبت ہے۔ بنی اسرائیل کا آخری خلیفہ جناب عیسیٰ غائب ہے اسیطرح بنی اسمٰعیل کا آخری خلیفہ امام آخر الزمان بھی غائب ہے جب نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا اسوقت ظہور مہدی علیہ السلام بھی ہوگا۔

(د) امام آخر الزمان علیہ السلام کا روحانی فیض ہمیشہ جاری ہے خواہ اسکو کوئی سمجھے یا نہ سمجھے جسطرح کہ جب آفتاب کے اوپر ابر آجائے تو آفتاب غائب ہو جاتا ہے اور نظر نہیں آتا مگر جو اُس کا کام ہے یعنی اپنی حرارت اصلی اور روشنی سے ترتیب عالم کرنا مواد کو پکانا اور پختہ کرنا اور اشیاء کو نشوونما دینا اس میں وہ ہمیشہ مصروف ہے۔ وہ آفتاب امامت اسی حالت پر غیبت میں اپنا کام کر رہا ہے اور اسکا فیض پہنچ رہا ہے خواہ کوئی جاہل اسکو محسوس کرے یا نہ کرے اسیطرح اس امام برحق کا فیض روحانی قلوب مومنین کو پہنچ رہا ہے وہ ان کی روح کی روحانی پرورش کر رہے ہیں خواہ انکو کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اور اس فیض اور اس فائدہ کا احساس کرے یا نہ کرے جو فیض امام علیہ السلام سے واقف ہیں علم رکھتے ہیں اور انکی روحانیت اور نورانیت قلب اس کے احساس کے قابل ہو چکی ہے وہ اس کا احساس کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں جب مقررہ وقت ظہور پرنور ہوگا دنیا جہان کو زیارت سے مشرف کرکے عدل و انصاف سے پر کرینگے۔

صد ہزاراں اولیائے روئے زمین — از خدا خواہند مہدی را یقین
یا الٰہی مہدیم از غیب آر — تا جہان عدل گردد آشکار

نوٹ: اس کی زیادہ دیکھو ہمارا رسالہ ظہور المہدی اور صراط سوی فی احوال المہدی اور مہدی موعود اگر حق کے طالب کاش کرتے اہل سنت ہماری کتب و رسالہ جات کا ملاحظہ فرماتے تو ان پر حق ظاہر ہوتا۔ اور یہ جھگڑا مٹ جاتا۔ شیعہ اور سنی کا میل ملاپ رہتا مگر ان کے مولوی صاحبان تو ہماری کتابوں کا دیکھنا کفر سمجھتے ہیں۔

(۸۶) **غضب اللہ!!** امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیعوں پر غضب کیا۔ اصول کافی ص ۱۵۹۔

جواب صابر! یہ حدیث مجہول و منقطع ہے اسمیں راوی چھوٹے ہوئے ہیں عن بعض اصحابنا۔ دیکھو قابل حجت نہیں۔ تو ہم شیعہ معصوم نہیں گناہوں سے پاک نہیں جسطرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نیک و بد مومن و منافق تھے اسیطرح آئمہ اطہار علیہ السلام کے دربار نشین مختلف عقائد و خیال کے لوگ ہوتے تھے۔ زیادہ تر بنی عباس کے خلفاء و بادشاہان کے جاسوس و خفیہ نویس ہوتے تھے جنلوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اُن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب کیا اور عتاب کیا جنگ بدر میں اسیران جنگ کو فدیہ لیکر چھوڑنے پر آنحضرت صلعم کو عتاب ہوا اور سامنے عذاب دکھلایا گیا۔ عرنہ کے چوروں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کے علاوہ انکی آنکھیں نکالنے اور پیاسے مارنے کے باعث عتاب الٰہی ہوا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کی طرف التفات نکرنے پر عتاب ہوا اور اصحاب النبی صلعم پر تو کئی مرتبہ عتاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صحابہ کی مذمت کی اور اُن کو فہمائش کی۔ ابوداود مترجم ص ۱۱۰۹۔

(الف) قولہ تعالیٰ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرة واللہ عزیز حکیم پارہ دسواں ع ۵۔ تم مال دنیا کو چاہتے ہو اور خدا آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔

(ب) وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم (پ ۱۱ ع ۲) اور ان لوگوں میں سے کہ گرد تمہارے شہر کے ہیں صحرا نشینوں سے منافق ہیں اور مدینہ سے بھی کہ خوگر ہوئی ہیں اور سرکشی کی انھوں نے اوپر نفاق کے تو نہیں جانتا اُن کو ہم جانتے ہیں قریب ہے کہ ہم اُن کو دو مرتبہ عذاب کریں اور پھر وہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائینگے۔ اس چودہویں صدی میں جو مسلمانوں کی گت بن رہی ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔

خاتمہ

میں نے حتی الوسع کتاب اللہ و سنت اور مذہب حنفی کو مدنظر رکھکر رسالہ سرمۂ چشم شیعہ کا جواب سرمۂ چشم سُنی میں دیا ہے محقق و منصف مزاج مسلمان خود انصاف کرینگے کہ ان دونوں رسالوں میں سے کون سرمہ آنکھوں کو جلا اور روشن و منور کرتا ہے اور کون سرمہ اندھا کرتا ہے یہ مولوی صاحب ڈوڈی کی محنت مدت مدید کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے چند مناظرہ کی کتابوں سے نقل کرکے اپنی شہرت چاہی اور جہال کو خوش کیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب کے واسطے تمام عمر کو یہ شرمندگی کافی ہے کہ انہوں نے احادیث کی نقل کرنے میں دیانت کا کام نہیں لیا تحریف لفظی اور تحریف معنوی اور ما قبل اور مابعد کی کاٹ چھانٹ کر کے اور خود احادیث کو گھڑ کر آئمہ کرام علیہ السلام کے مفہوم کو بگاڑ کر پیش کیا ہے کاش مولوی صاحب کتب احادیث و فقہ حنفیہ سے واقف ہوتے تو ایسے ناجائز اعتراضات نہ کرتے۔ ہمارا دعوی ہے اور تمام ہندوستان و پنجاب کے اہل حدیث۔ احناف اور احمدی صاحبان کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ جو اعتراض مذہب شیعہ پر کرینگے اسکا جواب انکی کتب احادیث و فقہ میں موجود ہوگا۔ اور کوئی اعتراض ایسا مذہب شیعہ پر نہیں ہو سکتا جس میں اسلام اور فرقہ سنیہ کی ذلت اور مذمت ثابت ہو بلکہ کتب اہلسنت والجماعت میں ایسے ایسے اعتراضات موجود ہیں جنکو پڑھکر سنی مسلمانوں کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور غیر مذاہب لوگوں کے سامنے شرمندہ اور ذلیل و رسوا ہونا پڑتا ہے۔ دیکھو آئینہ مذہب سنی و ہفوات المسلمین۔

کاش مولوی صاحب ڈوڈی اور جھنگ کے علماء کرام اہلسنت فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوۃ کو بنظر تحقیق دیکھتے جو سالہا سال سے اُن کے سر پر سوار ہے۔ کاش کہ یہ لوگ شیعہ مذہب کے بے فائدہ فساد و فتنہ نہ کرتے اور اپنے گھر کی خبر لیتے۔ لکم دینکم ولی دین پر عمل کرتے کاش فرقہ اہلسنت والجماعت اور اہلحدیث احمدیہ حدیث ثقلین کے پابند ہوتے اور خاندان رسالت و اہلبیت نبوت کی محبت و مودت و اطاعت کو فرض جانتے اور اُن کے قدم بقدم چلتے تو جھگڑا

و فساد مجادلہ و مکابرہ نہ ہوتا نہ اتنے مذہب پیدا ہوتے نہ مسلمانوں پر کفر کے فتاوی لگتے نہ عبادت الٰہی نماز میں تفرقہ پڑتا اور شیرازہ اسلام نہ بگڑتا۔ **مسلمانو! آؤ۔** اب بھی وقت ہے ایک مرکز حقیقی پر قائم ہو جاؤ۔ اور تمسک مذہب امامیہ اثنا عشریہ کر کے طریق مستقیم حاصل کرو۔ یہی راہ نجات ہے۔

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در طریق گمراہی

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۝

(محررہ ڈاکٹر صابر جھنگ سیالوی)

اضافات! بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا اور امام کا مرغی کو خنزیر الطیر کہنا جیسا کہ اس رسالہ میں لکھا گیا ہے اس کے متعلق ذیل کے اضافات بھی ناظرین شامل کرلیں۔ نہایہ ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۶ لغت عطن میں ہے ومنہ الحدیث صلوا فی مرابض الغنم یعنی بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو۔ یہ بھی مفردات جلد اول ص ۳۲ لغت خنزیر میں ہے وکذا ایضا فی الناس قوم اذا اعتبرت اخلاقهم وجدوا کالقردة والخنازیر وان کانت صورهم صور الناس یعنی لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر ان کی عادات و اخلاق کا خیال کیا جائے تو وہ بندر اور سور کی طرح ہوتے ہیں اگرچہ انکی صورتیں انسانوں کی ہیں۔ جب دنی اخلاق و عادات کے اعتبار سے سور کہا جا سکتا ہے تو مرغی جو غلیظ خوار اور نجاست خوار ہے بدرجہ اولیٰ خنزیر کہی جا سکتی ہے جسکی موید امام راغب اصفہانی کی عبارت مذکورہ ہے۔

اعلان

جن کتابوں کا اس رسالہ سرمۂ چشم سنی میں حوالہ دیا گیا ہے وہ سب کتابیں جناب والا شان مولانا مولوی حکیم حاجی سید الدین صاحب کربلائی شہدی بمزار حاجی جلال الدین مخدوم گیلانی کچی چیلہ ضلع جھنگ کے کتب خانہ سے مل سکتی ہیں اور ہر ایک محقق و طالب حق جناب حاجی صاحب موصوف سے ازالہ شبہات کر سکتا ہے مذہب امامیہ اثنا عشریہ پر مخالفین غلط بیانی و غلط فہمی سے بہتانات و اتہام لگاتے ہیں ورنہ مذہب شیعہ پر کوئی شک و شبہ و اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

(ڈاکٹر صابر عفی عنہ)

(۷۴) اعتراض قبر مرتضیٰ

کہ حضرت علی کی کوفہ کے داخل شہر دفن ہونے پر لاش مبارک حضرت علی اللہ تعالیٰ نے بعد دفن کے نبی
علیہ السلام کے پاس پہنچا دی تھی اگر نبی مشرق میں فوت ہو اور وصی مغرب میں تو خدا
اس وصی کو نبی کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ فرمایا حضرت علی نے اپنی موت سے پہلے اپنے دو لڑکوں
کو کہ جب تم مجھے میری قبر میں درست ہو جائیں تو دو اینٹوں کو کھولنا چاہئے۔ تا دونوں صاحبزادوں
نے اینٹیں کھولیں تو انکو قبر میں کوئی چیز نظر نہ آئی (تہذیب الاحکام ص۳۲) خلاصہ اعتراضات حجاج
اہلسنت والجماعت کے تو نہایت مژدہ و خوشی ہے کہ قبر حضرت علی علیہ السلام کی زیارت سے بھی مشرف
ہو سکتے ہیں مگر افسوس برادران شیعہ کیواسطے تا نجف کی تکلیف بھی رائگان گئی اور زیارت حضرت مولا کے جسم
سے بھی محروم ہے الی آخرہ (رسالہ ۳۴ و ۳۵ کیا کہنا اہل مودۃ کا زہیل)

جواب صابر!! تہذیب الاحکام کے صفحہ پر احادیث ذیل ہے اور کسی کوئی حدیث مثل ہیں
جسکا ترجمہ اعتراض مذکورہ میں کیا گیا ہے۔ الغرض حدیث یوں ہے۔

عن عطیة الابزاری قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول لا تمکث جثة
نبی ولا وصی نبی فی الارض اکثر من اربعین یوما

علیہ سے روایت ہے اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کا جسم
زمین میں چالیس دن سے زیادہ نہیں باقی رہتا۔ بظاہر یہ روایت زیادہ سے زیادہ باقی رہنے کی مدت
بیان کرتی ہے۔ اگرچہ بعض روایتوں میں بقا کی مدت تین دن بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ زیاد
سے منقول ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا

قال ما من نبی ولا وصی نبی یبقی فی الارض اکثر من ثلاثة ایام حتی یرفع بروحه وعظمه
ولحمه الی السماء وانما یؤتی مواضع آثارهم ویبلغهم السلام من بعید ویسمعونه فی مواضع آثارهم من قریب

حضرت نے فرمایا کسی نبی اور وصی نبی کا جسم بعد موت زمین میں تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہتا
بلکہ اسکی روح اور اسکی ہڈیاں اور اسکا گوشت آسمان کی طرف بلند کر لیا جاتا ہے ان کی قبروں پر جو

انکی نشانیاں ہیں لوگ آتے ہیں اور ان تک انکا سلام پہنچتا ہے اگرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہوں اور
سلام کو وہ لوگ اپنی قبروں پر قریب سے سنتے ہیں۔ ان کثیر المطالب احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دور کا
قیاس انبیا اور اوصیا پر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ آسمانی ساکنوں میں شامل کر لئے جاتے ہیں اگرچہ لوگوں کے
نزدیک وہ زمین ہی میں ودیعت قرار دئے گئے ہیں اور یہ بات اگرچہ ناتوان ذہنوں کی سمجھ سے باہر ہے لیکن
جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بلند کر لینے پر اپنا یقین قائم کر رکھا ہے ان کیلئے اسکا
ایمان بہت ممکن الوقوع ہے کیونکہ انبیا کا آسمان کی طرف بلند کر لینا جناب باری کیلئے جسطرح زندگی
میں ممکن تھا ویسا ہی مرنیکے بعد ممکن ہے۔ رہگیا سلام کرنا اور زیارت یا کسی قسم کا مطالبہ وہ تو ہم مسلمان
کافروں تک کی تجویز کرتے ہیں بلکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس وقت جب بعض ناسمجھوں نے
آپکے مردوں سے باتیں کرنے پر اعتراض کیا ہے تو جناب نے جواب میں ارشاد فرمایا ما انتم باسمع
منھم یعنی تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو اس کلام بلاغت نظام میں دلالت قطعی اسبات پر ہے
کہ جب کافر جہنم کا کلام سن سکتا ہے تو کسی مومن یا نبی یا معصوم کے سننے میں شک کی گنجائش نہیں ہے
سنی صاحبان ہمارے کلمات یا معتقدات پر خوشی سے اعتراض کریں ہم انکے سننے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن
کلمات قرآنی اور احادیث جناب رسالتمآب پر ایمان لانیکے بعد مگر اگر ان سے قطع نظر کیجائے گی
تو ہمیں نہ جواب دینے کی ضرورت ہے نہ ایسے لوگوں سے خطاب کرینگے اب ہم کلمات پیغمبر کو اساس قرار
دیکے نقل قول کرتے ہیں ناظرین خود ہی انصاف کر لیں گے۔ وہ لکھتا ہے۔

وھو ھذا (۱) حضور علیہ السلام کے پاس تو دونوں خلیفے مجبوراً رکھے گئے بھلا اللہ پر کس نے
جبر کیا کہ حضرت علی کو وہاں پہنچایا "دو خلیفے مجبوراً رکھے گئے" بندہ پرور اگر خدا انکو رکھتا تو کوئی
محل بحث نہیں کیونکہ خدا پر کسی کا حکم نافذ نہیں لیکن ہمیں تو اسوجہ سے انکار ہے کہ یہ فعل تو بندوں کا
تھا خدا کا نہ تھا اگر خدا کا فعل ہوتا تو چون و چرا کا محل ہی کیا تھا" پھر ارشاد ہوتا ہے۔ "مگر کتب شیعہ میں ہرگز
یہ روایت نہیں ملتی کہ خدا تعالیٰ شیخین کی لاشوں کو اپنی اپنی اور اس کے وصی اور ائمہ کرام اور شیعہ
عظام کی خاطر روضہ پاک سے نکالکر کسی اور جگہ پہنچا دیا تھا" ہمیں اتنا ہی کافی ہے کہ پیغمبر تک خدا نے

ان بزرگوارون کو نہین سوجھا یا جا ہے بندون نے متصل کردیا ہو کیون کہ بندون کا متصل کردینا کچھ مفید نہین اسلئے کہ مسجد نبوی مین بہی حال حیات مین رطب یابس سبھی جمع رہتے تھے تو انکا قرب قبر مبارک سے کیا مفید تھا بلکہ جو کچھ مفید تھا وہ قرب روحانی ہے قرب جسمانی نہ فائدہ دیتا تھا نہ دیگا کاش سُنی برادران اسکو سمجھین اب ایسی حالت مین نجف کے زیارت کا حال بھی معلوم ہو جائیگا کیونکہ ارواح کے منازل ویسے نہین ہین جیسے اجسام کے منازل ہین۔

حدیث مذکور کی تشریح مختصر کردی گئی جس مین اعتراض کے ہر پہلو کا جواب ہے اگر سمجھ ہو۔

جہان یہ حدیث ہے وہان ان احادیث کا تذکرہ تشریحی بھی موجود ہے یعنی یہ کہ نبی سے وصی ملحق ہوتا ہے جسمانی اور روحانی دونون حیثیتون سے پھر دونون مین افتراق ہوتا ہے اور ہر ایک کی بازگشت انکی قبر کی طرف ہوتی ہے چنانچہ صاحب مواہب سالکہ نے ص۲۱۲ پر وصیت علی کا تذکرہ کرتے ہوئے عبارت ذیل لکھی ہے۔ وجمع اللہ عزوجل بین روحیہما وجسدیہما ثم افترقان فیرجع کل واحد منہما الی موضع قبرہ والی موضعہ الذی حط فیہ لہٰذا معلوم ہوا کہ بعد وفات ملاقات ہوتی ہے اور پھر اپنے منزل کی طرف رجوع ہوتا ہے اسکے سوا بکثرت احادیث جبکہ ائمہ کے قبور مین ہونے پر دال ہین لہٰذا اعتراض محض لغو و مہمل ہے۔ کتاب الترغیب والترہیب مطبوعہ نولکشور کے ص۵۵ پر عذاب قبر کے بیان مین مختلف احادیث ہین منجملہ انکے چند احادیث اس پر بھی دلالت کرتی ہین کہ ہر مومن اور کافر کی ارواح بند کرلیجاتی ہین اور لیجاتی ہین آسمان تک جاتی ہین اگر مومن ہے تو اس کیلئے جنت کے دروازے ہین اور اگر کافر ہے تو وہ آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے۔ مجھے نہین معلوم پہلو نشینان رسول پر کیا گزری اندر لیجائے یا پھینکے گئے تو کہان گئے۔ یا جنت مین گئے مگر رسول کی یہ حدیث لا یدخل الجنۃ الجواظ لغلیظ الفظ رواہ ابو داود والبیہقی (مشکوٰۃ ص...) جنت مین کبھی "فظ غلیظ" داخل نہوگا۔ مین تو کہتا ہون البتہ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت عمر فظ غلیظ القلب مشہور تھے چنانچہ صاحب عقد فرید نے لکھا ہے کہ جب ام کلثوم بنت ابوبکر سے نکاح کرنا چاہا تو ام کلثوم نے یہ کہکے انکار کردیا کہ (انہ فظ غلیظ القلب) وہ بہت ترش مزاج اور سخت دل ہین مین کروگی۔ اب ظاہر ہے کہ ایسوں کا ٹھکانہ کہین نہین معلوم ہوا فقال زہر تو منبع معلوم کہ اب کہان پہنچا ہوگا۔ حضرات صحابہ پرست کی تمام محنت اکارت گئی اب معلوم کیجئے کہ زیادہ گھوٹے جاتے ہین بس جو مٹی نے کہا لیا ہوگا۔ روح کا یہ حال ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ضمیمہ)

نقشہ تہذیب مذہب سُنی!!

منقول از صحاح ستہ و کتب حنفیہ خصوصاً حقیقت الفقہ و ظفر المبین

(بجواب)

(نقشہ تہذیب مذہب شیعہ)

میرے پیارے مسلمان بھائیون۔ اہل حدیث دوستو۔ احناف و احمدی بزرگو۔ میرا شعار نہین کہ مین اسلامی مسائل مذہبیہ کی تنقید کرکے ایک فرقہ اسلامی کی تردید و تکذیب کرون میرا شیوہ رہا ہے ہمیشہ ڈیفنسیو پارٹ لیتا چلا آیا ہون اور مخالف کے حملون کو رد کرتا رہا ہون مجھے انجمن صدیقی شہر جھنگ کے سکریٹری صاحب سے نقشہ تہذیب مذہب شیعہ ملا جسکو میر قطبی صاحب واعظ ملتانی کے ایک مرضی مجتہد صاحب نے طیار کیا ہے وہ اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ نقشہ تحفہ اثنا عشریہ۔ نصیحت الشیعہ و حقیقت مذہب شیعہ اور تالیفات وزیر النجم کا خلاصہ ہے کوئی نیا اعتراض نہین نئی ایجاد نہین وہی پرانے مسائل۔ دیرینہ دلائل جنکا جواب سیکڑون کتابون مین علمائے کرام شیعہ دیا جا چکا ہے مخالفین کو اتنی توفیق نہ نصیب ہوئی کہ جوابات شیعہ کے جواب الجواب کا حوصلہ رکھتے ہوئے میدان مین قدم رکھتے۔ یہ تو ایک مسلمہ بات ہے کہ جو کتاب یا رسالہ یا پمفلٹ یا تحریر ہماری طرف سے مردود ہوچکی وہ مردود کتاب قابل التفات ہو جاتی ہے چاہئے کہ مسائل کا جواب حقیقت مذہب حنفیہ۔ انوار الجبار۔ برہان الشیعہ۔ شواہد الصفا وغیرہ مین دیا جا چکا ہے اور بعض جوابات اس رسالہ سرخیم سنی مین آگئے ہین۔ امید ہے کہ میر قطبی صاحب اب ان کے